جملہ حقوق بنام انڈین بک ایجنسی امرتسر محفوظ

کلام امیر

معروف بہ

ملفوظاتِ نور

یعنی

وہ کلمات طیبات جو وقتاً فوقتاً اخبار بدر میں حضرت امیر المومنین
حاجی الحرمین مولوی حافظ حکیم نور الدین صاحب مرحوم خلیفہ اوّل
کے فرمودہ چھپتے رہے ہیں جنکو منشی برکت علی صاحب احمدی
ہوشیارپوری نے مرتب کیا

اور

خاکسار شیخ رحیم بخش احمدی مالک انڈین بک ایجنسی امرتسر نے واسطے فائدہ عام

۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۳۶ھ

ایک حسرتناک واقعہ اور دعاء مغفرت

مسمی برکت علی صاحب مرتب کنندہ رسالہ ہذا ایک نہایت مخلص اور متقی وجوشیلا آدمی تھا۔ گو علمی لیاقت کم تھی۔ مگر شوق تبلیغ بلیغ رکھتا تھا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کی برکت سے ہر ایک احمدی خواہ وہ خواندہ ہو یا ناخواندہ۔ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو دینی علوم کی شناخت اور لیاقت عطا کر دیتا ہے) اور اس کو عرصہ سے شوق تھا۔ کہ کسی دینی خدمت کا موقعہ ملے۔ سو اسی بنا پر مسمی مرحوم نے بہ توفیق ربی اس رسالہ کو مرتب کرنا شروع کیا۔ ع مگر ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

ابھی یہ رسالہ چھپ کر تیار بھی نہ ہوا تھا۔ کہ اس کو پیغام اجل آپہونچا۔ اور مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۱۵ء قبل از نماز جمعہ امرتسر میں سپرد زمین ہو گیا۔ جملہ احباب ناظرین وسامعین رسالہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مرحوم کے لئے دعا مغفرت کریں۔ اور ساتھ ہی اس عاجز کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم اس عاجز کو توفیق دیوے۔ کہ اس سلسلۂ ملفوظات کو تمام وکمال دوستوں کی خدمت میں پہونچا سکوں۔

نوٹ۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ جسقدر کلمات طیبات حضرت حکیم الامت خلیفہ اوّل کے اخبار بدر میں محفوظ ہیں۔ ان کو نمبروار رسالہ کی صورت میں شائع کر کے دوستوں کی خدمت میں ضرور پہونچانا چاہیئے۔ اس لئے جو صاحبان اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں۔ وہ اس کی اشاعت میں خالصۃً للہ دعا سے ضرور امداد کریں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

التماس

خاکسار شیخ رحیم بخش احمدی مالک انڈین بک ایجنسی مغل گیٹ امرتسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الحمد للہ رب العلمین الرحمٰن الرحیم ملک یوم الدین ایاک
نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔ آمین ثم آمین ط
اللھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم و
علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ط اللھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمدٍ
کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید ط
رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۙ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۙ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ط
یفکہ قولی ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوھاب ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ط
ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ط

امّا بعد واضح ہو۔ کہ اس عاجز کا عرصۂ دراز سے شوق تھا۔ کہ کوئی خدمت دینی ہو جاوے۔ جس سے بنی نوع کو کچھ فائدہ ہو۔ مگر بسبب نہ ہونے کامل تعلیم کے کیا ہو سکتا تھا۔ آخر مولا کریم کے حضور دُعا میں ہمیشہ مصروف رہتا تھا۔ اخیر اس مجیب الدعوات نے کچھ اسباب پیدا کر دئے۔ یعنی اس عاجز کو شیخ رحیم بخش صاحب احمدی تاجر کتب و مالک انڈین بک ایجنسی امرت سر کے ہاں کاروبار دوکان میں ملازمت کا شرف حاصل ہوا۔ جب مولا کریم کسی اپنے بندہ سے کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے وہ سامان بھی خود ہی پیدا کر دیتا ہے۔ چنانچہ مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۸ء کی رات کو صبح بوقت تہجد رویا میں

دیکھا - کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل مولٰنا و ہادینا حضرت مولوی و حکیم و حاجی نورالدّین صاحب امیر المومنین خلد آشیاں رضی اللہ عنہم خاکسار کو فرماتے ہیں - کہ لکھو - ہم تمہیں کچھ لکھوائیں - خاکسار نے بحکم حضور کاغذ و قلم دوات جو میرے دائیں ہاتھ پڑا ہوا تھا - اوٹھا کر لکھنا شروع کیا - حضرت اقدس مجھے لکھواتے گئے - اور میں لکھتا گیا - قریباً ایک سطری لکھی تھی - کہ میری آنکھ کھل گئی - صبح میں نے اس خواب کو شیخ رحیم بخش مذکور سے بیان کیا - تو انہوں نے فرمایا - کہ آپ سے مولا کریم کوئی تحریری خدمت لینی چاہتا ہے تو میں نے عرض کیا - کہ مجھکو اتنا علم کہاں - کہ میں کوئی علمی خدمت کر سکوں - میری تعلیم تو پرائمری پاس بھی نہیں - آخر دل میں ڈالا گیا - کہ جب مولوی نورالدّین صاحب نے کچھ لکھوایا ہے - تو اس سے مراد یہی معلوم ہوتی ہے - کہ حضورؑ کے کلمات طیّبات جو وقتاً فوقتاً اخبار البدر میں چھپتے رہے ہیں - اُن کو یک جا کتابی صورت میں جمع کر کے چھپوایا جاوے - اس پر بندہ نے عرض کیا - کہ میرے پاس اس قدر کثیر رقم کہاں - کہ اس وقت جبکہ کاغذ و دیگر سامان چھپوائی کتب اس قدر گراں ہیں - کہ الامان اس پر شیخ صاحب نے فرمایا - کہ آپ ان دُرِّ بے بہا و لعلِ بے بدل کو جمع تو کریں - انشاء اللہ خدا تعالےٰ سامان بھی پیدا کر دے گا - بلکہ انہوں نے وعدہ فرمایا - کہ انشاء اللہ جو خرچ ہوگا - میں کرونگا - پھر حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی صاحب ایدہ نصرہ کی خدمتِ بابرکت میں ایک عریضہ بغرض دُعا و اجازت شیخ صاحب نے روانہ کیا - اس پر حضور علیہ السّلام نے تحریر فرمایا - کہ حضرت اقدس کی ڈائری تو ایک دوست چھپوا رہے ہیں - خلیفۂ اوّل کا کلام آپ بے شک شائع کریں[1]۔

اس کے بعد مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۱۸ء کو جناب شیخ صاحب اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہیں - جو اُن کو مولا کریم نے استخارہ کے بعد دکھلایا - کہ ایک بہت وسیع مکان ہے جس کی چھت پر میں پھر رہا ہوں - تو مجھکو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی - بعد فراغت ایک عورت نے جو غالباً خاکروبہ تھی - مجھکو دعائیں دیں - اور کچھ مانگا - جیسا کہ بھنگیوں کا دستور ہے - کہ جو شخص ٹٹی سے فارغ ہو کر آوے - اُس سے کچھ مانگتے ہیں - تو بندہ اس کو ایک پیسہ دے کر چلا آیا - تو آگے بہت وسیع کھیتیاں دیکھیں -

---

[1] - کارڈ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۱۸ء (دستی افتخار احمد)

جن میں طرح طرح کے اجناس کی زراعت تھی۔ وہاں اخویم برکت علی صاحب ہوشیارپوری مرتب کلام امیر ندا کھڑے ہیں۔ اور ان کے پاس ایک چھکڑا خوشہ مکّی سبز و تازہ کا لدا ہوا ہے۔ خاکسار نے استدعا کی۔ کہ ایک دو خوشہ مکّی مجھ کو بھی دو۔ مگر تازہ ہوں۔ تو انہوں نے پہلے ایک خوشہ مکّی مجھکو دیا۔ جو دانوں سے پُر تھا۔ پھر ایک اور دیا۔ جو پہلے سے قدرے چھوٹا تھا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھُل گئی۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلامِ امیر دو حصّوں میں شائع ہوگا۔ انشاء اللہ وما توفیقی الا باللہ +

درخواستِ دُعا

اب سب احباب سلسلہ کی خدمت میں عموماً اور جو صاحب اس رسالہ کو پڑھیں ان کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے لئے اور جناب شیخ رحیم بخش صاحب کے لئے دُعا فرماویں۔ کہ مولا کریم ہم کو اپنی رضامندی کے راستہ پر چلنے کی توفیق دیوے۔ اور دوسرے حصّہ کے مرتب کرنے میں اپنی خاص امداد فرماوے

آمین

نیز اس عاجز کا ایک لڑکا عبدالرحمٰن نام جس کی عمر اس وقت قریباً پانچ سال کی ہے۔ جس کو بندہ نے واسطے خدمتِ دین کے وقف کر دیا ہوا ہے۔ جس کا اعلان اخبار الفضل مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۱۷ء صفحہ ۲ کالم اوّل زیر سرخی "خدمتِ دین کیلئے وقف اولاد" چھپ چکا ہے۔ (جس کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی)۔ جو مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۹۱۷ء کو فوت ہو چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ دُعا فرماویں۔ کہ مولا کریم اُس لڑکے کو عمرِ دراز عطا فرماوے اور دین کا سچا خادم بناوے۔ اور نافع الناس ہو۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

خاکسار
برکت علی احمدی ہوشیارپوری از چک سادو
حال ملازم انڈین بک ایجنسی امرتسر
۶ مارچ ۱۹۱۸ء

اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کلامِ امیر

پس اب مجھے نہ کسی لمبی تقریر کی ضرورت ہے۔ اور نہ تحریر کی۔ میں چند باتیں تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدے کے لئے کہتا ہوں۔ خدا کی رضا کے لئے کہتا ہوں ؛

اختلاف کا نظارہ میں دیکھتا ہوں۔ تم یہاں تھوڑے سے آدمی ہو۔ مگر سب کی پگڑیاں الگ۔ کوٹ الگ۔ جوتے جُدا جُدا ہیں۔ طرزِ غذا الگ ہے۔ چہرہ کے خط وخال۔ قد۔ آواز سب جُدا جُدا ہیں۔ اس طرح پر تو یہ اختلاف اور بھی بڑھا۔ پھر ہر ایک کی صحبتیں الگ مذاق الگ۔ کتابوں کے مطالعہ الگ۔ خیالی سلسلے الگ۔ اور اب یہ دائرہ اختلاف اور بھی وسیع ہو گیا۔ اور اگر غور کرو تو یہ اختلاف پیدائش سے ہی شروع ہے۔ کسی کی ماں کسی تمدن کی ہے۔ اور کسی کی کسی رنگ کی۔ میری ماں ایک اعوانی عورت تھی۔ ان میں مردوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ نہ تھی۔ چہ جائیکہ عورتوں کی طرف ہو۔ مگر میری ماں خدا کے فضل سے پڑھی ہوئی تھی۔ غرض ہر ایک کے ماں باپ کی تربیت جُدا۔ پھر محلہ کے لڑکوں کی صحبت کا اثر جُدا۔ اسی سے آگے چلکر سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں ایسی تعلیم کی ہوا چلتی ہے۔ کہ ہمارے تو فرشتوں کو بھی خبر نہیں۔ شیطان کو

ہوگی - پھر کلبوں - ڈیبیٹوں - ناولوں اور اخباروں کے موثرات - اس ہر مضمون پر اس قدر رسالے اور اخبارات ہوتے ہیں - کہ بعض وقت انسان حیران رہ جاتا ہے - مجھے بھی کتابیں پڑھنے کا جنون ہے - مگر آجکل اس قدر رسالے اور اخبارات اور کتابیں نکلتی ہیں - کہ ان سب کا پڑھنا آسان نہیں - پھر ہر ایڈیٹر اخبار کا ایک فرض ہے - خدا کا فرض ادا ہو یا نہ ہو - مگر وہ قوم کے لئے ایک فرض لکھتا ہے - اگر اُسے ادا نہ کیا گیا - تو قوم کو سخت نقصان پہونچیگا - اور وہ ہلاک ہو جائیگی - اور قوم نہ رہے گی - وہ سمجھتے ہیں - کہ اپنی پُرزور تحریروں سے فلاں کو ہلاک کر دیا - اور فلاں کو بگاڑ دیا - وہ اوروں کے بگاڑنے اور بنانے کے مدعی ہیں - مگر اپنا کچھ نہیں بنا سکتے - غرض ان اخبارات اور رسالوں کی اس قدر کثرت ہے - کہ میں تو ان کی طرف توجہ بھی نہیں کر سکتا - کتابیں پڑھنے کا مجھے ایسا خیال اب بھی ہے - کہ لاہور میں داخل ہوا - تو سب سے پہلا کام یہ کیا - کہ میری جیب میں کچھ روپے ہیں - کچھ بیوی کو دیدونگا - اور کچھ بچوں کو دیدونگا اور کچھ میرے پاس رہیں گے - ان سے ایک کتاب منگوائی - اس کے بیسیوں نسخے کیا شاید سو کی تعداد میں ہمارے ہاں ہوں - مگر میں نے اس کا ایک نسخہ اور منگوالیا - باوجود اس وسیع تجربہ کے میں دیکھتا ہوں - کہ اگر میں کچھ کہوں - تو شاید میری بات مانو یا نہ مانو - میرے بھی اختلاف ہیں - عمر - علم - مجلس - صحبت - کتابوں کے مطالعہ کی کمی بیشی کے لحاظ سے ہزاروں ہی اختلاف ہیں - اور سچ تو یہ ہے - کہ یہ اختلاف کا نظارہ مٹ نہیں سکتا - اختلاف تو دنیا میں رہے گا ہی - لا یزالون مختلفین ط

مگر باوجود اختلاف کے گورنمنٹ کی تلوار نے کیسا جھکایا ہوا ہے - تمہارے ساتھ کی قومیں ایجی ٹیشن پھیلاتی ہیں - اور بعض اوقات اپنے خیال کے موافق فائدہ بھی اٹھاتی ہیں - اور انارکسٹ پیدا ہوتے ہیں - اور ایسی باتوں سے بزعم خود کچھ حقوق پیدا کر لیتے ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ تمہارا نام و نشان مٹا دیں - مگر خدا کا فضل ہے - کہ تم ان حرکات سے بچے ہوئے ہو - اور ایسی راہوں سے الگ ہی رہنا چاہئے - کیونکہ اسی میں برکت ہے - غرض اختلافات کا

سلسلہ وسیع اور اختلاف کا نظارہ دلربا ہے۔ اختلاف دنیا سے مٹ نہیں سکتا۔

میری غرض درس کلام آلہی ہے

وہ رونق عالم کا موجب ہے۔ جبکہ ایک وحدت کے نیچے ہو۔ پس میں تمہیں تمہارے خالق کا کلام سنانے کو کھڑا ہوا ہوں۔ وہ تمہاری فطرتوں کا خالق ہے۔ اور فطرت کا صحیح اور کامل علم رکھتا ہے۔ اس خالق الفطرت نے تمہیں کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔ جو تم نہ کر سکو۔ بلکہ وہ احکام دئے ہیں۔ جو تمہاری طاقت اور مقدرت کے نیچے ہیں۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا۔ انسان کی تمکن وسعت اور فعل اور ترک فعل کی جو مقدرت اسے حاصل ہے۔ اسی وسعت ممکن کے ساتھ ہم حکم کرتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں کہتے۔ جو کہ طاقت سے باہر ہو۔ یہ بالکل جھوٹ ہوگا۔ کہ اگر کہدو۔ کہ فلاں امر و حکم ہماری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ یہ آیتہ قرانی شہادت ہے۔

پس اگر میں کچھ کہوں تو تم کہہ سکتے ہو۔ کہ تم فطرت سے آگاہ نہیں۔ لیکن جب میں کلام الہی سناتا ہوں۔ جو خالق و عالم فطرت کا لکھا ہے۔ تو تمہارا یہ اعتراض بھی اڑ جائیگا۔ افسوس ہے۔ لوگوں نے فطرت کے معنے بھی گندے کر لئے اور فطرت کو شرارت کا مفہوم قرار دے دیا ہے۔ مگر یاد رکھو۔ فطرت دین قیم کا نام ہے۔ پس تمہارا یہ عذر کہ ہماری طاقت سے باہر یا فطرت کی استعداد کے خلاف ہے۔ میری اپنی تقریر پر تو ہو سکتا ہے۔ مگر خالق و مالک کے کلام پر نہیں۔ اور میں وہی پیش کرتا ہوں۔

اس کلام کا علم اور قدر جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ وہ اس سے ظاہر ہے۔ جو قرآن کریم کے متعلق فرمایا۔ ذالک الکتاب لا ریب فیہ ۵ پس ایک کتاب ہے۔ جس میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں یا شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ریب کے دو معنے ہیں۔ شک و شبہ اور ہلاکت اور دونوں ہی یہاں خوب لگتے ہیں۔ قرآن کریم میں شک و شبہ نہیں۔ بالکل درست ہے۔ اس کی ساری ہی تعلیم یقینیات پر مبنی ہے۔ ظنی اور خیالی نہیں۔ یا آجکل کی اصطلاح میں یوں سمجھ لو۔ کہ قرآن مجید میں تصوریاں نہیں۔ بلکہ بصائر ہیں۔ وہ یہدی للتی

ھی اقوم ہے۔ پھر قرآن مجید میں ہلاکت کی راہ نہیں۔ یہ بھی سچ ہے۔ کیونکہ اس میں تو شفاءٌ للناس ہے۔

غرض کلام آلہٰی کی تعریف کی حد کردی۔ کہ یہی ایک کتاب ہے۔ اور کتاب ہی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا۔ کہ اس کے سوا اور کوئی کتاب دیکھی ہی نہیں۔ تو راۃ ممکن تھی۔ مگر اس کے لئے بھی کہتے ہیں۔ فاتوا بالتوراۃ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم ہی لاؤ۔ اور پڑھو۔ پس میں اسی کتاب کی چند آیتیں سناتا ہوں۔

متقی ہو

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون

ایمان والو! متقی بن جاؤ۔ اور جو تقوے کا حق ہے۔ وہ ادا کرو۔ اور نہ مرو اس حالت میں کہ تم فرمانبردار ہو۔ گویا تم موت کو کہہ دو۔ کہ آ۔ جب تیری مرضی ہے۔ تو ہم کو مسلمان پائیگی۔

موت کا کسی کو کیا علم ہے۔ کہ کب آجائے گی۔ اور یہاں یہ تعلیم دی گئی ہے۔ کہ تمہیں ایسی حالت میں موت آوے۔ کہ تم کامل فرمانبردار ہو۔ یہ بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ جو کبھی طے نہیں ہوسکتا۔ جب تک ہر گھڑی انسان موت کے لئے طیار اور فرمانبردار نہ ہو موت کے وقت انسان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ طب کے لحاظ سے جو ½ مجھے آتی ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ ½ میں نے اس لئے کہا۔ کہ کچھ حصہ تو ڈاکٹر لے گئے۔ جو سرجری کے متعلق ہے۔ اور کچھ عورتوں اور بوڑھیوں کے حصہ میں آئی ہے۔ کچھ کمانگروں۔ عطائیوں کنجروں اور کنجریوں اور پہلوانوں کے حصہ میں آئی ہے۔ ½ ہمارے حصہ میں بھی آیا ہے۔ اس طب کے رُو سے میں کہتا ہوں۔ کہ جس وقت بعض غشی کی حالت ہوتی ہے۔ گھر والے کہتے ہیں۔ کہ حضور اس قدر روپیہ دیتے ہیں۔ صرف ایک بات کرادو۔ مگر وہ ایک بات بھی نہیں کرسکتے۔ فہم بھی باقی نہیں رہتا۔ تمام حواس اور طاقتیں زائل ہونے لگتی ہیں۔ بڑی بڑی پیاریاں آتی ہیں۔ ماں کہتی ہے۔ بیٹا! تم پہچانتے ہو۔ میں کون ہوں۔ بہن کہتی ہے۔ بھائی! میں کون ہوں۔ وہ منہ بھی اوپر نہیں کرتا۔ آنکھ جواب دے دیتی ہے۔ اور کان کام نہیں کرتے۔ جبکہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ موت کے قریب آرہا ہے۔ اور حکم یہ ہے۔ کہ مسلم مرو تو انسان کو چاہیئے۔ کہ اس کی طیاری کرے۔ اور اس کے لئے

اگر آج طیاری نہیں کرتے۔ تو مسلمان ہو کر مرنا تمہارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کہو۔ کہ مرنے کے وقت مسلمان ہو جائیں گے۔ اور کلمہ پڑھ لیں گے۔ تو یہ ایک خیال باطل ہے۔ آج ہی کچھ تیاری کرو گے۔ تو کچھ بنے گا۔

ایک مثال

اس وقت جو حالت ہوتی ہے۔ وہ میں تمہیں طبی تجربہ سے بتا چکا ہوں۔ ایک مثال کے ذریعہ اور بھی واضح کرتا ہوں۔ ایک کنچنی تھی۔ میں نے اس کو بہت نصیحتیں کیں۔ آخر میں نے اس کو کہا۔ کہ تم بدکاری سے توبہ کر لو۔ میں جوان تھا۔ وہ اپنے خوبصورت حصّہ کو زیور سے خوب آراستہ کر کے میرے پاس آتی رہی۔ اور مجھے یہ بھی کہتی رہی۔ کہ توبہ کر لی۔ آخر وہ کوئی تین چار ماہ غائب رہی۔ اور پھر بڑے تزک و احتشام سے آئی۔ اور مجھے کہا۔ کہ مولا! توبہ اور بھوک سے مرنے لگے تھے۔ اس واسطے اب کے ہولی میں توبہ توڑ دی۔ یہ بات سُنکر میرے دل میں جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے معلوم کیا۔ کہ اس نے کوئی بڑی بدکاری کی ہے۔ اور اس طرح پر اس نے توبہ کی تذلیل کی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ وہاں سے ہم کو چار سو روپیہ ملا۔ اس کی یہ باتیں سُنکر میرے دل میں سخت جوش آیا۔ اور میں نے کہا۔ یہاں سے چلی جا۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر بڑا رحم کیا ہے۔ تم مجھ کو گرفتار کرنا چاہتی تھیں۔ وہ داؤ نہیں چلا۔ اب توبہ کی حقارت کرتی ہو۔ یاد رکھو۔ اب تمہیں توبہ نصیب نہ ہوگی۔ جب گھر گئی۔ تو اس پر فالج گرا۔ اور زبان بند ہو گئی۔ اس کا لڑکا دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ یہ حالت ہے۔ وہ روپیہ لائی تھی۔ کہیں رکھ دیا ہے۔ اور بتا نہیں سکتی۔ اس کو اس کے مرنے کا جو غم تھا۔ وہ تھا ہی۔ اس کے ساتھ ایک اور مصیبت تھی۔ کہ پانسو روپیہ روٹی پہ پہلے دینا پڑتا تھا۔ میں نے اس کو کہہ دیا۔ کہ وہ بات نہیں کر سکے گی۔ مگر اس نے نہایت منّت کی۔ کہ آپ دیکھیں تو سہی۔ مگر مجھے یقین تھا۔ کہ توبہ نصیب نہ ہوگی۔ میں نے اس کو کہہ دیا۔ کہ زبان تو چل نہ سکے گی۔ البتہ اگر تم میری بات مانو۔ تو تمہیں ایک نکتہ بتاتا ہوں۔ تمہارا پانسو روپیہ بچ جاوے گا۔ غرض میں اس کے ساتھ گیا۔ اور دیکھا۔ کہ زبان پر بھی فالج تھا۔ میں نے اس کو کہا۔ کہ اس کو آواز دو۔ اب کانوں میں کچھ نہیں۔ سامنے ہو کر دیکھ لو۔ آنکھوں میں بھی کچھ

باقی نہیں۔ میں یہ تماشا قدرت کا دیکھ رہا ہوں۔ تم اب کسی اور کو بُلا کر علاج کراؤ۔ میں علاج نہیں کر سکتا۔ اس وقت میں نے ان کو کہا۔ کہ تمہارے گھر میں فلاں عورت ہے۔ اس کو بلاؤ۔ وہ نہایت خوبصورت اور نوجوان تھی۔ جب وہ آئی۔ تو میں نے اس کو مرنے والی کی حالت دکھا کر کہا۔ اس کو دیکھ لو۔ اگر توبہ کر لو۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ میں اور فتوے دیتا ہوں۔ یہ لوگ ایسی باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں۔ وہ ڈر گئی۔ اور اس نے کہا۔ کہ توبہ کرتی ہوں۔ تب میں نے اس لڑکے کو کہا۔ کہ اگر تم وہ پانسو جو روٹی پر صرف ہوتا ہے۔ خرچ نہ کرو۔ تو کنجری بُرا کہیں گے۔ کوئی شریف بُرا نہ کہے گا۔ اور یا وہ ناکہ اب توبہ کرتی ہے۔ تم کھانا موقوف کر دو۔ اب خواہ ان کنجروں کی تعریف حاصل کر لو۔ خواہ شرفاء کی۔ خدا نے اس کو سمجھ دے دی۔ اور اس نے مان لیا۔ اور کہا۔ کہ پانسو بچ گیا۔ دوسرے بھائی کو کہا۔ اس نے بھی مان لیا۔

مُسلمان مرو

میری غرض تمہیں داستان سُنانا نہیں۔ اسی واقعہ سے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ مرتے وقت توبہ کر لیں گے۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اس وقت کس کو ہوش رہتی ہے۔ اس وقت کوئی فہم نہیں ہوتا۔ ہاں خدا تعالےٰ کے بعض بندے ہوتے ہیں۔ جن کو دیکھا ہے۔ کہ مرتے ہوئے بھی کچھ کہتے جاتے ہیں۔ ان میں ہندوؤں کو بھی دیکھا ہے۔ جب حالت یہ ہے۔ کہ انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ کہ مرتا ہوا مسلمان مرے۔ تو آج اس کی فکر کرو۔ مسلمانی کی موت تب ہی ہو سکتی ہے۔ ابھی سے تیاری ہو۔ پھر جس وقت چاہے۔ موت آجاوے۔ اس کا گُر اسی آیت میں بتایا ہے۔ کہ متقی بن جاؤ۔ مسلمان مرنے کا طریق تقویٰ ہے۔ پس میں بھی کہتا ہوں۔ کہ:۔

تقوےٰ اختیار کرو۔ اور ایسا تقویٰ جو تقویٰ اللہ کا حق ہے

عقائد اسلامی

تقوےٰ کیا ہے۔ عقاید صحیحہ ہوں۔ اور ان کے موافق اعمال صالحہ ہوں۔ اور اخلاق فاضلہ ہوں۔ عقاید صحیحہ کیا ہیں؟ ہمارے عقائد بہت آسان ہیں۔ اوّل ایمان باللہ۔ اللہ تعالےٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اوصاف اسماء حسنےٰ کا مجموعہ۔ اور تمام

بدیوں سے منزّہ یقین کرنا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور وجود اور ہستی سے امید و بیم نہ رکھنا۔ اور کسی کو اس کا شریک اور مانند نہ ماننا وہ اپنی ذات میں یکتا۔ اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شی ہے۔ اُٹھتے بیٹھتے اسی کا نام لینا اسی کو نافع اور ضار یقین کرنا اور کسی سے اللہ کے سوا تعلق نہ ہو۔

پھر ملائکہ پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں۔ اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے۔ کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے۔ پھر اللہ تعالےٰ کی پاک کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی اصلاح اور بھلائی کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا جن کا ذکر نہیں ہوا۔ اور ان انبیاء کی نبوّت اور بعثت میں ہم کوئی فرق نہیں کرتے۔ اس پاک گروہ نے خدا تعالےٰ کا کلام مخلوق کو پہونچایا۔ پھر جزا و سزا پر ایمان لانا یعنے سنّت تقدیر کو ماننا کہ وہ حق ہے۔ جزا و سزا حق ہے۔ حشر۔ نشر۔ پُلصراط۔ جنّت و نار سب حق ہیں۔ یہ تو عقاید صحیحہ ہیں۔

اس کے بعد اعمال صالحہ ہیں۔ کیونکہ زندہ اور مثمر ایمان وہی ہے۔ جس کے ساتھ اعمال صالحہ ہوں۔ ان میں نماز ہے۔ زکوٰۃ ہے۔ حج اور روزہ ہے۔ اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنا اور رذائل سے بچنا ہے۔ قرابت داراں۔ یتامےٰ۔ مساکین سے اپنے مال سے سلوک کرنا اور مسافر نوازی کرنا۔ بعض اوقات مسافروں کے ریل پر پیسہ نہیں رہتے۔ ایسے لوگوں سے سلوک کرنا ضروری ہے۔ نمازوں کو قائم رکھنا۔ عسر۔ یسر۔ مقدمہ یا منلح۔ راحت ہو یا رنج۔ افلاس اور غریبی۔ یا امیری۔ ان تمام مرحلوں میں اللہ کو ناراض نہ کرنا۔ یہ تمام امور مختصراً تقوےٰ کے اصول ہیں۔ جو شخص ان پر کاربند ہوگا۔ وہ متقی ہوگا۔ تقوےٰ کے نتائج بہت ہیں۔ مگر ایک ان میں سے یہ ہے۔ کہ متقی کی موت مسلمان کی موت ہوگی +

اعتصام بحبل اللہ

اس اصل کو قائم رکھنے کے لئے ایک اور قاعدہ اللہ تعالےٰ نے بنایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ

جمیعاً۔ سب کے سب حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ اور تفرقہ نہ کرو۔ مدرسوں میں رسہ کشی کا ایک کھیل ہوتا ہے۔ اور تم نے دیکھا ہوگا۔ اس میں دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ ایک ایک طرف دوسری دوسری طرف۔ جس طرف کے لڑکے وحدت کے ساتھ مل کر زور نہ لگائیں وہ جیت نہیں سکتے۔ یہ لڑکوں کی فطرت میں ایک امر رکھ دیا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک حبل اللہ دیا گیا ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ سب کے سب مل کر زور لگاویں۔ اب قرآن کریم کے اعتصام کے مسلمان مدعی ہیں۔ ایک طرف جڑ کاٹنے کے لئے آریہ۔ برہمو۔ سناتنی۔ مسیحی۔ دہریہ۔ ملحد اسی رسہ کو کھینچ رہے ہیں۔ اور زور لگا کر اپنی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ دوسری طرف تم نے اسی حبل اللہ کو پکڑنے کا دعوے کیا ہے۔ ان مخالفین میں سے برہمو سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ بڑے نرم ہیں۔ مگر ان کو سب سے بڑا دشمن اسلام سمجھتا ہوں۔ کیونکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہی میں دغاباز اور جھوٹے قرار دیتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اور یا پاگل اور کم عقل کہتے ہیں۔ اور کبھی کہتے ہیں۔ کہ وہ دروغ مصلحت آمیز پر عمل کرتے تھے۔ اسی طرح ملائکہ کے وجود کو شرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نبوت کے کارخانہ کا مدار ملائکہ پر ہے۔ اور بھی باتیں ہیں۔ جن کے بیان کی اس وقت ضرورت نہیں۔ مجھے برہمو لوگوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے۔

ایسا ہی سناتن لوگ پہلے اعتراض نہ کرتے تھے۔ مگر اب وہ بھی کرنے لگے ہیں مسیحی لوگوں نے تو اس قدر کوشش کی ہے۔ کہ عقل۔ وہم۔ فکر میں نہیں آسکتی۔ تین ہزار اعتراض انہوں نے اسلام پر کیا ہے۔ اور شبہ ڈالتے ہیں۔ مالی طمع دیتے ہیں۔ اور بہت سے ذریعے لوگوں کو مسیحی بنانے کے اختیار کر رکھے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں ایک شخص پر خطرناک مقدمہ تھا۔ اس کو کہا گیا۔ کہ عیسائی ہو جاؤ۔ تو شاید بچ جاؤ۔ چنانچہ وہ مسیحی ہو گیا۔ اور روئداد مقدمہ میں بھی یہ امر آگیا۔ کہ مسیحی ہونے کی وجہ سے شبہ کیا جاتا ہے۔ کہ گواہی میں مخالفانہ شہادت تعصب کے باعث دی گئی تھی۔ اس سے وہ بچ گیا۔ کیونکہ مجسٹریٹ نے فیصلہ میں لکھ دیا۔ کہ گو شہادت قوی ہے۔ مگر مذہبی عداوت کا رنگ رکھتی ہے۔ بعد میں اس نے چاہا۔ کہ مسجد جو اس نے

بنائی تھی۔ اُسے توڑ کر گرجا بنا دے۔

میرا ایک دوست لاٹ صاحب سے ملنے گیا۔ ملاقات کے دوران میں لاٹ صاحب نے خود اٹھ کر ایک نہایت خوبصورت بائبل لا کر دی۔ اس امیر نے مجھ سے ذکر کیا۔ تو میں نے کہا۔ کہ کیا کبھی تم نے بھی کبھی اپنے ملنے والے غیر مذہب کے آدمی کو کہا۔ کہ قرآن پڑھا کرو۔ وہ بولا۔ ہم تو یہ کام ملانوں ہی کا سمجھتے رہے ہیں۔

اب مسیحیوں نے اپنے مذہب کی اشاعت کا جدید طریق اختیار کیا ہے۔ سڑکوں پر دائرہ اور تکیہ بناتے ہیں۔ تاکہ وہاں آنے جانے والوں کو تبلیغ کریں۔ سوچو۔ کہ وہ کس قدر کوشش قرآن کریم کے برخلاف کر رہے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی حالت اس سے بالکل جُدا ہے۔ انہیں خبر بھی نہیں۔ کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے!۔

پس یاد رکھو۔ کہ اگر پوری طاقت و ہمت اور یک جہتی سے اس حبل اللہ کو مضبوط نہ پکڑو گے۔ تو مخالفین اس رسّہ کو لے جائیں گے۔ (خدا نہ کرے ایسا ہو)۔ اس رسّہ کو مضبوط پکڑنے سے یہ مطلب ہے۔ کہ قرآن مجید تمہارا دستور العملی ہو۔ تمہاری زندگی اس کی ہدایتوں کے ماتحت ہو۔ تمہارے ہر ایک کام ہر حرکت و سکون میں جو چیز تم پر حکمران ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کی یہ پاک کتاب ہو۔ جو نور اور شفاء ہے۔

یاد رکھو۔ دنیا ایک مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کی رسہ کشی میں وہی کامیاب ہوگا۔ جو حبل اللہ کو ہاتھ سے نہ دے گا۔ پس اس وقت ضرورت ہے۔ کہ تم میں عملی زندگی پیدا ہو۔ اور تفرقہ نہ ہو۔ میں پھر تمہیں اللہ کا حکم سناتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔

مسلمانوں کی موجودہ حالت

افسوس! مسلمانوں کو اب ان امور پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں۔ ان کے مشاغل ہی اور ہیں۔ کہیں وہ پولیٹکل امور میں الجھے ہوئے ہیں۔ اور کہیں انجمنوں کے فکر ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ قوم اس وقت سدھر جاوے گی جب یہ دوسری قوموں کی طرح ایجی ٹیشن کرے گی۔ اور اپنے حقوق کے لئے اپنی طاقت پر بھروسہ کرے گی۔ دوسرا کہتا ہے۔ نہیں۔ قوم کو جو نقصان پہنچا ہے۔ وہ اسی لئے پہونچا ہے۔ کہ وہ سود نہیں لیتی۔ مسلمانوں کا ہزاروں لاکھوں نہیں۔ کروڑوں روپیہ رائگاں جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے۔ کہ اخبار میں یہ آرٹیکل نہ لکھا

تو کچھ نہیں - دوسرا کہتا ہے - یہ رسالہ نہ ہوا - تو کچھ بھی نہ ہوگا - قوم میں اگر کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے - تو اسی راہ سے ہو گی - غرض جو جس کے جی میں آتا ہے - کہ دیتا ہے -

میں تمہیں کہتا ہوں - کہ یہ نجات کی راہیں نہیں - ان باتوں سے کچھ نہ بنے گا - ایک ہی راہ ہے - کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑو - جب تک قرآن مجید کی ہدایات کے مطابق تمہارا عملدرآمد نہ ہوگا - اور اس حبل اللہ کو مضبوطی سے پکڑے نہ رہو گے - تم کامیاب نہیں ہو سکتے - پس تفرقہ نہ کرو - تم اعدا تھے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ ایک ہوئے - اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آگ کے کنارے سے نکلے ہو - آئندہ اس آگ سے بچو -

بحث خلافت

تم کو بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعود کے ذریعے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ایک کیا - پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا - اس نعمت کی قدر کرو - اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو - میں نے دیکھا ہے - کہ آج بھی کسی نے کہا - کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے - حق کسی کا تھا - اور دی گئی کسی اور کو - میں نے کہا - کہ کسی رافضی کو جا کر کہہ دو - کہ علیؓ کا حق تھا - ابو بکرؓ نے لے لیا -

میں نہیں سمجھتا - کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا روحانی فائدہ پہنچتا ہے - جس کو خدا تعالےٰ نے چاہا - خلیفہ بنا دیا - اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں - خدا تعالےٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر حماقت کرو - تو سخت حماقت ہے -

میں نے تمہیں بارہا کہا ہے - اور قرآن مجید سے دکھایا ہے - کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں - بلکہ خدا تعالےٰ کا کام ہے - آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے ؟ اللہ تعالےٰ نے - فرمایا - انی جاعل فی الارض خلیفہ - اس خلافت آدمؑ پر فرشتوں نے اعتراض کیا - کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مسفک الدم ہے - مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا - تم قرآن مجید میں پڑھ لو - کہ آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا - پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے - اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو - تو میں اُسے کہہ دوں گا - کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ - تو بہتر ہے

اور اگر وہ ابیٰ اور استکبار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے۔ کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو سعادت مند فطرت اسے اسجدو لآدم کی طرف لے آئے گی۔ اور اگر ابلیس ہے۔ تو وہ اس دربار سے نکل جائے گا۔ پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ط داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی۔ کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعے پر حملہ آور ہوئے۔ اور کود پڑے۔ مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔ کون تھا۔ جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔ مگر کیا تم نہیں دیکھتے۔ کہ وہ دونوں انسان ہیں۔ جو ابوبکرؓ و عمرؓ رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھے بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا ہے۔ یہ وہ مسجد ہے۔ جس نے میرے دل کو بہت خوش کیا۔ اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں۔ پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا۔ اور اسی شہر میں آ کر اس مسجد ہی میں آنے سے خوشی ہوتی ہے۔ میں اس کو ظاہر کرتا ہوں۔ کہ جس طرح پر آدمؑ و داؤدؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو اللہ تعالےٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔

اگر کوئی کہے۔ کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہونچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو۔ کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا۔ اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں۔ کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا۔ اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر ہو کتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے۔ کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔

اب سوال ہوتا ہے۔ کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہی جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر داماد ہی کے لحاظ سے نواب محمد علیخان کو

کہدیں - پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے - یا ام المومنین کا حق ہے - جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں - یہی لوگ ہیں - جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں - مگر یہ کیسی عجیب بات ہے - کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا - وہ اتنا نہیں سوچتے - کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں - اور انہوں نے اپنا دعوے ان کے سامنے پیش نہیں کیا - مجھے بدر کے ایک فقرہ سے بہت رنج ہوا - کہ کوئی مرزا صاحب کا رشتہ دار نورالدین کا مرید نہیں - یہ سخت غلطی ہے - جو کی گئی ہے - مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے - میں سچ کہتا ہوں - کہ جتنی فرماں برداری میرا پیارا محمود - بشیر - شریف - نواب ناصر - نواب محمد علی خان کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا - میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا - بلکہ میں ایک امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں - ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے - ہیو یصاحب کے مونہہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے - کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں - ایڈیٹر بدر کا فرض تھا - کہ وہ ایسی تحریر کی فوراً تردید کرتا - اور لکھ دیتا - کہ یہ جھوٹ ہے - میاں محمود بالغ ہے - اس سے پوچھ لو - کہ وہ سچا فرمانبردار ہے - ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے - کہ سچا فرمانبردار نہیں - مگر نہیں - میں خوب جانتا ہوں - کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے - اور ایسا فرمانبردار کہ تم میں ایک بھی نہیں - جس طرح پر علیؓ - فاطمہؓ - عباسؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی - اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے - اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر فدا ہے - کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آسکتا - کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہو -

سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی - کہ میں خلیفہ بنتا - میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا - تب بھی میرا یہی لباس تھا - میں امراء کے پاس گیا - اور معزز حیثیت میں گیا - مگر تب بھی یہی لباس تھا - مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا - مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا - خدا تعالےٰ نے کیا - میرے وہم و خیال میں بھی یہ بات نہ تھی - مگر اللہ تعالےٰ کی مشیت نے چاہا - اور اپنے مصالحہ سے چاہا - مجھے تمہارا امام و خلیفہ بنا دیا - اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے - ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا - اب

تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے۔ تو جاؤ۔ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔ اس اخبار کو جس نے ایسا غلط واقعہ لکھا ہے۔ اب[1] بھی تلافی کرنی چاہیئے۔ اور ایسے طور کہ ہمارے پیارے محمود اور اس کے بھائیوں سے پوچھ کر تلافی کرے۔ میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں۔ اور نہ تمہاری نذور اور پرورش کا محتاج ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔

اللہ تعالےٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے۔ کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔ میری بیوی اور میرے بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے۔ تم کسی کی کیا کفالت کروگے۔ واللہ الغنی وانتم الفقراء۔

جو سُنتا ہے وہ سُن لے۔ اور خوب سُن لے۔ اور جو نہیں سُنتا۔ اس کو سُننے والے پہونچادیں۔ کہ یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی۔ رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا۔ خلیفہ بنادیا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے۔ وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بنکر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔

مسئلہ اکفار دوسرا مسئلہ جس پر اختلاف ہوتا ہے۔ وہ اکفار کا مسئلہ ہے۔ اپنے مخالفوں کو کیا سمجھنا چاہیئے۔ اس مسئلے کے متعلق تم آپس میں جھگڑتے ہو۔ ہمارے بادشاہ ہمارے آقا مرزا صاحب نے اس کو کھول کر بیان کردیا ہے۔ مگر تم پھر بھی جھگڑتے ہو۔ سُنو۔ ایک امام مثنوی کے مصنف ہیں۔ وہ علم کلام کی کتاب ہے۔ مگر وحدۃ وجود والے ان کے ہر قول کو وحدت وجود میں لے آتے ہیں۔ اس نے ایک جگہ مذاہب کے اختلاف کو بیان کرکے کہا ہے۔ "وحدۃ اندر وحدۃ است ایں مثنوی"۔ کیا مطلب مثنوی ایک راہ بتائے گی۔ اور یہ مثنوی وحدت سے باہر نہیں جائیگی۔ آگے اس کے کوئی اور کرے۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ ایک جگہ وہ کہتا ہے ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند ۔ وز جدائی ہا شکایت میکند

---

[1] یہ فقرہ ایک عیسائی کا تھا۔ اور اس کی تردید بذریعہ ضمیمہ و نیز اخبار بدر کے اندر کردیگئی ہے (ایڈیٹر)

نے میں کوئی بولتا ہے ۔ تو وہ بھی بولتی ہے ۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتے ۔ بلکہ خداوند تعالےٰ کے بلانے سے بولتے ہیں ۔ اسی لیے قرآن مجید میں فرمایا ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ط خدا کے رسولوں کی اتباع خدا تعالےٰ کی اتباع ہے ۔ اور ان کی اتباع سے منحرف ہونا اور انکار کرنا اللہ تعالےٰ کا انکار ہوتا ہے ۔ خدا تعالےٰ کی ہستی کا اقرار بھی مکمل اور مؤثر نہیں ہوتا ۔ جب تک انبیاء علیہم السّلام کی نبوت پر یقین اور ایمان نہ ہو ۔ انبیاء علیہم السّلام کی غرض یہ ہوتی ہے ۔ کہ لوگوں کو خدا تعالےٰ کا پتہ لگ جاوے ۔ اور چونکہ انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کے وقت لوگ خدا تعالےٰ سے غافل اور دُور ہوتے ہیں ۔ اور ان میں اور خدا تعالےٰ میں ایک تفرقہ اور جدائی ہوتی ہے ۔ اس لیے وزِ جدائیہا شکائت مے کند ۔ وہ نبوی نے اس تفرقہ اور جدائی کی شکائت کرتی ہے ۔ یہ بہت دقیق اور طویل مضمون ہے ۔ اس وقت اس پر زیادہ نہیں کہتا ۔ انبیاء کی ضرورت اور ان پر ایمان کے متعلق قرآن مجید نے کھول کر بیان کیا ہے ۔

غرض مثنوی کے مصنف نے ایک حکایت لکھی ہے ۔ کہ پچھلی قوم کو ایک ہادی کے ماننے میں سہولت ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہ جانتی ہے ۔ کہ انبیاء علیہم السلام کس وقت آتے ہیں ۔ ان کی آیات ۔ کرامات ۔ معجزات کیا ہوتے ہیں ۔ کیونکہ پہلے انبیاء کی ایک جماعت آچکی ہوتی ہے ۔

مگر پہلوں کو مشکل ہوتی ہے ۔ ان کے مقابلہ میں پچھلوں کو سہولت اور آسانی ہوتی ہے ۔ وہ پہلوں کی تعلیم پیش دیتا ہے ۔ مگر وہ کہتے ہیں ۔ کہ باوجودیکہ پہلے نبی پچھلوں کے لئے راہ صاف کر جاتے ہیں ۔ مگر پھر بھی پیچھے آنے والوں پر ان کی قوم اعتراض کر دیتی اور ان کا انکار کر دیتی ہے ۔ پس یہ کیسی صاف راہ ہے ۔ ہر نبی کے زمانہ میں لوگوں کے کفر اور ایمان کے اصول کلام الٰہی میں موجود ہیں ۔ جب کوئی نبی آیا ۔ اس کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے متعلق کیا دقت رہ جاتی ہے ؟ ایچا پیچی کرنی اور بات ہے ۔ ورنہ اللہ تعالےٰ نے کفر ۔ ایمان اور شرک کو کھول کر بیان کر دیا ہے ۔ پہلے نبی آئے ہیں ۔ ان کے

وقت میں دو ہی قومیں تھیں۔ ماننے والے اور نہ ماننے والے۔ کیا ان کے متعلق کوئی شبہ نہیں پیدا ہوا۔ اور کوئی سوال اُٹھا۔ کہ نہ ماننے والوں کو کیا کہیں۔ جواب تم کہتے ہو۔ کہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کیا کہیں؟ قرآن مجید میں ایک مثال اللہ تعالےٰ نے دی ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ فرمایا۔ ایمان ہو یا کفر ہو۔ شرک ہو فسق ہو نفاق ہو۔ ان کی مثال ایک درخت کی سی ہے۔ ایمان کی مثال ایک پاک درخت کی سی ہے۔ اور کفر شرک۔ فسق۔ نفاق وغیرہ کی مثال ایک خبیث درخت کی سی ہے۔ جب زمین میں بویا جاوے۔ تو ایک لو نکلتی ہے۔ کوئی اس کو دیکھ کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ گھاس جتنا ہوگا یا بڑ کے درخت جتنا ہوگا۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ایک زمانہ میں اپنی حقیقت خود بتادے گا۔ جب وہ بڑ کا درخت ہوگا۔ تو بڑ کی طرح بڑھے گا۔ اور پھیلیگا۔ اور آخر بڑ ہی کہلائیگا۔ اب اگر اس کے ایک دو پتہ توڑ ڈالو۔ تو کیا کہہ دوگے۔ کہ بڑ سوکھ گیا؟ جب ہزار دو ہزار پتہ توڑ کر لے آؤ گے۔ تو اس درجہ تک کی اس کی حیثیت کم ہو جائے گی۔ پھر جب لاکھ دو لاکھ پتے اُتار لوگے۔ تو اور بھی گھٹے گا۔ پھر جب اس کی ڈالیاں اور شاخیں کاٹ دوگے۔ تو اور بھی ۔

دیکھو۔ اونٹوں والے پیپل کے درخت کو کاٹ لیتے ہیں۔ ڈالیاں کاٹنے سے ابھی درخت موجود ہوتا ہے۔ اور جڑ کٹ جاوے۔ تو کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح کفر۔ شرک۔ فسق اور نفاق ہے۔

ایک شخص اللہ تعالےٰ کو نہیں مانتا۔ دوسرا کہے مانتا ہوں۔ اس صورت میں اللہ تعالےٰ کو ماننے والا مقدم ہے۔ اب ایک اور ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کو ماننے کے ساتھ کہتا ہے۔ بُت کو بھی سجدہ کر لو۔ مگر دوسرا کہتا ہے۔ بُت پرستی نہیں کرنی چاہیئے۔ اب یہ موحد اُس مشرک کے مقابلہ میں مقدم ہے۔ پھر ایک ہیں۔ جو نبیوں کو مانتے ہیں۔ اور دوسرے نہیں مانتے۔ اب نبیوں کو ماننے والا منکر سے مقدم ہوگا۔ ایک قوم ہے۔ جو اور نبیوں اور یسوع کو مانتی ہے۔ قرآن شریف اُن کو

صابی کہتا ہے۔ یہ قوم اب بھی ہے۔ یہود بہت سے نبیوں کو مانتے ہیں۔ مگر مسیحؑ کا انکار کرتے ہیں۔ اور ایک وہ ہیں۔ جو مسیحؑ کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ پس جو مسیحؑ کو مانتے ہیں۔ وہ اُن کے منکروں سے قریب ہو گئے۔ پھر عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اقرار کر دیا۔ ابو بکرؓ ان سب سے افضل ہو گیا۔ اب صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین۔ اولیاء اللہ چشتی۔ قادری۔ سہروردی ہوں یا نقشبندی ہوں۔ رفاعی ہوں یا احمدی (مرزائی) ہوں۔ ان میں راستبازوں کے ماننے والے اور ٹھٹھے کرنے والے اپنے اپنے مراتب رکھیں گے۔ جو انکار راستباز کا کرتا جاوے گا۔ وہ گرتا جاوے گا۔

یہ بنیاد رافضیوں نے رکھی۔ ایک رافضی نے مجھے ایک رسالہ دکھایا۔ جس کا نام طریق نجات تھا۔ اس میں تمام اولیاء اللہ پر ایک لعنت کا باب الگ رکھا ہے۔ تمام محدثین پر لعنت کا باب الگ۔ میں نے اسے دیکھ کر کہا۔ کہ تم نے حد کر دی ہے تمہیں کچھ بھی نصیب نہ ہوگا۔ وہ جھوٹا ہی مر گیا۔ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ یہ رفض کا شعبہ ہے۔ جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ خلیفہ کرتا ہی کیا ہے لڑکوں کو پڑھاتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ کتابوں کا عشق ہے۔ اسی میں مبتلا رہتا ہے۔ ہزار ہا نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں۔ یہ خدا پر لگیں گی۔ جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ جیسے رافضی ہیں۔ جو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں۔ غرض کفر و ایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں۔

حضرت صاحب خدا کے مُرسل ہیں۔ اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔ تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔ جس میں آنے والے کا نام نبی اللہ رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور انکار کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں۔ ایک شخص اسلام کو مانتا ہے۔ اسی حصّہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھو۔ جس طرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو۔ اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کر کے ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں۔ اور پھر مرزا صاحب کے بعد

میرا انکار ایسا ہی ہے۔ جیسے رافضی صحابہؓ کا کرتے ہیں۔

یہ ایسا صاف مسئلہ ہے۔ مگر نکمّے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں۔ نکمّے لوگ ہیں۔ اور کام نہیں۔ ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں۔ جو قلعے فتح کرتے ہیں۔ اور ایک یہ ہیں۔

کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے؟

تیسری بات یہ ہے۔ کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں۔ اور میرے دوست ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ڈالتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم اور حدیث کو اُستاد سے پڑھا ہے۔ اور میں دل سے انہیں مانتا ہوں۔ میرے دل میں قرآن اور حدیث صحیح کی محبّت بھری ہوئی ہے۔ سیرۃ کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کرکے لیتا ہوں۔ ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی میرا ایمان ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے۔ تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔

آدمؑ اور داؤدؑ کا خلیفہ ہونا مینے پہلے بیان کیا۔ اور پھر اپنی سرکارؐ کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا۔ کہ جس طرح ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح پر خدا تعالےٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔ اب اور سُنو۔ انّا جعلناکم خلائف فی الارض۔ تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالےٰ نے ہی خلیفہ کیا۔ یہ خلافت اور رنگ کی ہے۔ پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے۔ تو کسی اور کی کیا طاقت ہے۔ کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔

لاہور میرا گھر نہیں۔ میرا گھر بھیرہ میں تھا۔ یا اب قادیان میں ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے۔ نہ بن سکتا ہے ۔ پس تم ان پر بدظنی نہ کرو ۔

قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ط۔ اللہ تعالےٰ نے یہی تعلیم دی ہے۔ بدظنی سے

ہٹ جاؤ۔ یہ بدکار کردے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بدظن بڑا جھوٹا ہوتا ہے۔ پس تم بدظنی نہ کرو۔ اب بھی میرے ہاتھ میں ایک رقعہ ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ لاہور کی جماعت خلافت میں روک ہے۔ میں ایسا اعتراض کرنے والوں کو کہتا ہوں۔ کہ یہ بدظنی ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ تم پہلے ان جیسے اپنے آپ کو مخلص بناؤ۔ لاہور کے لوگ مخلص ہیں۔ حضرت صاحب سے انہیں محبت ہے۔ غلطی انسان کا کام ہے۔ اس سے ہو جاتی ہے۔ ان سے بھی غلطی ہوتی ہے۔ یہ جُدی بات ہے۔ مگر ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں۔ تم بھی کر کے دکھاؤ۔

میں بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ جو لاہوریوں پر بدظن ہے۔ کہ وہ خلافت میں روک ہیں۔ اُسے یاد رہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بدظنی کرنے والے کو یہ سروپا ملتا ہے۔ انّ الظنّ اکذب الحدیث۔ اور اللہ جلشانہٗ نے فرمایا۔ اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ وہاں سے اثم کا خطاب ملتا ہے۔ بدظنی سے پھر غیبت نصیب ہوتی ہے۔ اور اس کے متعلق فرمایا۔ لا یغتب بعضکم بعضا۔ پس مخلصوں پر بدظنی کرتے ہو۔ اور میرا دل دُکھاتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ تمہارے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ ان سے محروم نہ بنو۔

اگر مان لیا ہے۔ تو شکر کرو۔ اور نہیں تو صبر کی دوا موجود ہے۔ میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔ اس رقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں۔ کہ خلافت کیسری کی دوکان کا سودا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے۔ اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ میں جب مرجاؤں گا۔ (اللّٰھم متضا یطول حیاتہٗ) تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا۔

تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے۔ اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں۔ اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے۔ تو یاد رکھو۔ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دینگے ✦

دیکھو! میری دُعائیں عرش میں بھی سُنی جاتی ہیں۔ میرا مولےٰ میرے کام
میری دُعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی
کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو۔ اور توبہ کر لو۔

وہ اخبار نویس جو لکھتا ہے۔ کہ کوئی رشتہ دار میرا معتقد نہیں[1]۔ وہ توبہ کرلے۔ وہ مرزا
صاحب کے رشتہ داروں سے پُوچھ لے۔ مرزا سلطان احمدؐ صاحب کی بیوی اور بچے تک
تو میرے مرید ہیں۔ اور وہ آپ حضرت صاحب کی زندگی میں بھی میرا معتقد تھا۔ پس جو
ایسا کہتے ہیں۔ کہ رشتہ دار میرے مرید نہیں۔ جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا کفر کا لفظ یہاں تک
معنے رکھتا ہے۔ اور کفر بمعنے انکار نہیں؟

اگر کہو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں۔ تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی
ہوتی ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ جو شخص کسی پر بدظنی کرتا ہے۔ وہ نہیں مرتا۔ جب تک
اس میں مبتلا نہ ہو۔ میں سنتا ہوں۔ تم آپس میں اختلاف کرتے ہو۔ اختلاف انسان
کی فطرت میں ہے۔ یہ ہٹ نہیں سکتا۔ مگر اس کو شغل نہ بناؤ۔ جس امر پر اللہ تعالیٰ
نے تم کو جمع کر دیا ہے۔ اس وحدۃ کے مرکز کو نہ چھوڑو۔

کبھی کبھی مجھے ان حالتوں کو دیکھ کر بددُعا کا جوش آتا ہے۔ مگر پھر رحم سے کام
لیتا ہوں۔ توبہ کر لو۔ ہماری زندگی میں چھوڑ دو۔

تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا۔ اللہ تعالےٰ جیسا چاہے گا۔
وہ تم سے معاملہ کرے گا۔

سُنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔ اوّل ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں
جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔

---

[1] برادرم صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص خدام میں سے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح
صاحب کے ساتھ انہیں ارادت تامہ ہے۔ انہوں نے جو مضمون رئیسان نیجاب میں سے نقل کیا تھا۔
گو اس کی اجمالی تردید پہلے صفحہ پر کی تھی۔ مگر اس سے وہ شُبہ جو خلیفۃ المسیح نے ظاہر کیا۔ باقی رہتا تھا۔
اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے غلط فہمی سے لوگوں کو بچانے کیلئے اس پر زور دیا۔ اور برادر صادق کی محبت
اور ایمان نے ایک لحظہ کے لئے گوارا نہ کیا۔ کہ اس کی تردید نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اسی روز شام کو اس
کی تردید میں ایک اشتہار شائع کر دیا۔ جو بدر ۱۴ جولائی کے ساتھ ضمیمہ ہوا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزا۔ (ایڈیٹر الحکم)

جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے۔ وہ احمدی نہیں
جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں۔
جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا۔
یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا۔ ان پر رائے زنی نہ کرو۔
جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اٹھایا۔ تم ان پر جرأت نہ کرو۔ ورنہ
تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دینگے۔ تم میں کوئی تصنیف کرتا ہے۔ اور اگر کہو۔ کہ
تمہارا قلم نہیں لکھ سکتا۔ تو کیا ہم بھی نہ لکھیں۔ تو نورالدین۔ تصدیق۔ فصل الخطاب
البطال الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔ مجھے لکھنا آتا ہے۔ اور خوب آتا ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کی
ایک مصلحت نے روک رکھا ہے۔ اور ہاں خدا نے روکا ہے۔
اب بھی تمہارے رسائل میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان میں
غلطیاں ہوتی ہیں۔ مگر خدا نے چاہا ہے۔ کہ خاموش رہوں۔ تم کیا ہستی رکھتے ہو۔
کہ جو نہ میرے دربار سے اجازت ہوتی ہے۔ نہ خدا کی طرف سے تمہیں امر ہوتا ہے۔
اور جو تم جرأت کرتے۔ دیکھو یاد رکھو۔ تمہاری کوئی جماعت نہ بنے گی۔ تم لکھ رکھو۔
کوئی ایسی جماعت نہ بنا سکو گے۔
پس میری بات کو یاد رکھو۔ اور بدظنی چھوڑ دو۔ تفرقہ نہ کرو۔ حضرت صاحب نے
جو فیصلہ جس امر میں کر دیا ہے۔ اس کے خلاف نہ کہو۔ نہ کرو۔ ورنہ احمدی نہ رہو گے
یہ خیال چھوڑ دو۔ کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں۔ اگر ایسا نہ کرو گے
تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کرے گا۔
جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو۔ درود۔ اور استغفار پڑھو۔ حلال طیب کماؤ۔
اور کھاؤ۔ ان بے ہودہ باتوں سے کوئی نفع نہیں اٹھا سکتے۔ خدا تعالےٰ فرماتا
ہے۔ کہ انسان نکما نہیں بیٹھ سکتا۔ میں نے تجربہ کی سپارس نہیں کرتا۔ بلکہ میں
دیکھتا ہوں۔ کہ حالت ایسی ہی ہے۔ کہ اگر بیوی اچھی خوبصورت مل گئی۔ تو صرف
شہوانی کام رہ گیا۔ اسی شہر میں ایک بڑا آدمی گزرا ہے۔ ایک انگریز اس سے
ملنے کو آیا۔ اس کو اس نے اپنی افواج کا معائنہ کرایا۔ رسالے۔ پیادے۔
توپخانہ وغیرہ دکھا کر پوچھا۔ کہ کیسی فوج ہے۔ اس نے شکریہ ادا کیا۔ اور اظہار

مسرت کیا۔ فوج سامنے کھڑی تھی۔ مگر حکم دیا۔ کہ خاصہ کی فوج لاؤ۔ اندر سے بڑی خوبصورت عورتیں ہتھیار لگائے ہوئے آگئیں۔ اس انگریز سے پوچھا۔ کہ ایسی فوج بھی دیکھی ہے۔ اس نے کہا۔ کبھی نہیں۔ اس پر اس رئیس نے کہا۔ کہ پہلی فوج میری ہے۔ اگر وہ بغاوت کردے۔ تو میں اکیلا اُسے تباہ کرسکتا۔ مگر اس فوج کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھاتا ہوں۔

غرض کچھ مسلمان تو اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور تیار ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں۔ جو نکتے ہیں۔ سارا دن مباحثات کرتے ہیں۔ ان سے پوچھو۔ فرشتوں نے اعتراض کرکے کیا لیا تھا۔ پس تم ان جھگڑوں کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ تم میں ایسے لوگ ہوں۔ جو خیر مسلّم کی طرف بلانے والے ہوں۔ پسندیدہ اور بھلائی کے کاموں کا امر کریں۔ اور ناپسندیدہ باتوں کو روکیں۔ وہ مظفر و منصور رہونگے۔ اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو۔ اپنے اختلافوں کو دیکھ لو۔ کیا یہ تمہیں خدا سے ملا دینگے۔ اگر نہیں۔ تو پھر ہماری بات مانو۔ اور محبت سے رہو۔ اور اس طرح پر رہو۔ کہ میں تمہیں دیکھ کر اسی طرح خوش ہوجاؤں۔ جس طرح مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا۔ جس طرح شہر میں داخل ہوکر مسجد کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ خدا کرے۔ کہ جاتے ہوئے مجھے یہ آواز آوے۔ کہ تم باہم ایک ہو۔ اور تم محبت سے رہتے ہو۔ تم بھی دعاؤں سے کام لو۔ میں بھی تمہارے لئے دعا کروں گا۔ وباللہ التوفیق ✦ اخبار بدر جلد ۱۲ نمبر ۱ و مورخہ ۴ و ۱۱ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء تقریر لاہور احمدیہ بلڈنگ

قرآن کریم پڑھو

۱۹ جون سنہ ۱۹۱۲ء کو بٹالہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ قرآن کریم کو پڑھو۔ سنو۔ سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

میں شاید اور کہتا۔ پر اصل بات یہی ہے۔ جو میں کہہ چکا۔ دنیا میں میں نے دیکھا ہے کہ لیکچرار اپنے اپنے لکچروں کو کئی قسم میں تقسیم کردیتے ہیں۔ ان لاکھوں قسموں میں سے ایک حصہ میں نے بھی چُن لیا ہے۔ میرا جی یہی چاہتا ہے۔ کہ اپنے گھر کے لوگوں اور متعلقین میں اسی کا وعظ کہوں۔ اور کہتا رہوں۔ کہ قرآن کریم پڑھو۔ قرآن کریم پڑھو۔ اور اس پر عمل کرو۔ اللہ کریم تم سب کو توفیق دیوے ✦ بدر جلد ۱۲ نمبر ۲

بدی کا مقابلہ کرو

۱۳ مارچ ۱۹۱۲ء۔ فرمایا۔ ہر بدکار جب اس کی ذرا بھی بات ماننے لگیں۔ تو وہ موقعہ ڈھونڈنے لگ جاتا ہے۔ کہ ہم اس کو اور بات بھی کسی طرح منوالیں۔ میں نے جموں میں ہندو لڑکا دیکھا۔ میرے پاس آیا۔ اس کو ایک سخت بیماری تھی۔ اس کو میں نے کہا۔ کہ تم بتلاؤ۔ کہ کوئی عجیب بات اس شہر میں کیا ہے؟ تم جو پچھتے ہو۔ تم لوگوں کو کس طرح بگاڑ لیتے ہو؟ اس نے کہا۔ کہ میری عادت تھی۔ کہ کسی کا مفت خدمت گار بن جاتا۔ پھر اس کو بدی پر لگا لیتا۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتا۔ اس نے ایک لڑکا بے ریش دکھایا۔ کہ میں اس کے پاس مفت نوکر رہ پڑا۔ میں رات کو اس کو مٹھیاں بھرنے لگا۔ اور بدی کی تحریک دیدی۔ جب وہ سمجھ گیا۔ تو جھٹ کھڑا ہو گیا۔ کہ کوئی ہے؟ میں وہاں سے تیر کی طرح بھاگا۔ اور نکل گیا۔ پھر اب تک میں اس کے سامنے کبھی نہیں ہوا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ میں اب بھی اس کو دیکھ کر بھاگ جاتا ہوں۔ میں تم سب کو کہتا ہوں کہ جب کوئی بدکار بدی کی ترغیب دینے لگے۔ تو جھٹ اس کے دشمن ہو جاؤ۔ اللہ کا فضل تم پر ہو۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے دوست بُرے نہ ہوں۔ اور ایسے بھی نہ ہوں۔ جن کے آگے جا کر تم ہاتھ رکھو۔ اور محتاج ہو۔ بدمعاش لوگ تمہاری کمزور جگہ ڈھونڈتے ہیں۔ امیروں کو ان کے نوکر خراب کرتے ہیں۔ میاں اور سرکار کہہ کہہ کر بڑی مصیبت میں ڈالتے ہیں۔

دُعا کرانا سنت ہے

۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء ایک شخص نے عرض کی۔ کہ میرے دل میں جب کبھی خیال آجاتا ہے۔ کہ حضور کو دُعا کے واسطے عرض کروں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی خیال آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو جو سب حال معلوم ہے۔ پھر دُعا کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس پر فرمایا۔ "پیغمبر صاحب صلعم نے حضرت عمرؓ کو فرمایا تھا۔ جب وہ مکّے جانے لگے۔ لَا تَنْسَانِیْ مِنَ الدُّعَاءِ (یعنی مجھے دُعا سے نہ بھلانا۔ وہ کتنے بڑے آدمی تھے۔ ان سے بڑا تو کوئی نہیں ہو سکتا بیشک اللہ تعالےٰ سب کچھ جانتا ہے۔ مگر دُعا بھی اسی نے بتائی ہے۔ نمازیں بھی اسی نے فرمائی ہیں۔ روزے بھی اُسی نے فرمائے ہیں۔

قرآن شریف سائنس کیطرف متوجہ کرتا ہے

۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء۔ فرمایا۔ ہماری

کتاب بڑی عجیب ہے۔ ہماری کیا؟ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بلکہ اللہ تعالےٰ کی۔ دنیا کی کوئی کتاب نہیں۔ جو سائنس کی طرف توجہ دلاتی ہو۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ اس میں آسمان کی بناوٹ کا ذکر ہے۔ وَالْاَرْضِ پھر زمین کے بارے میں سارا علم جیالوجی داخل کر دیا۔ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ میں علم جغرافیہ آجاتا ہے۔ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ اس میں سٹیمر۔ جہاز۔ قطب شمالی کی سوئی۔ سمندر۔ پانی۔ ہوا اور کشتیوں کا علم آجاتا ہے۔ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ اس میں بخارات اور بارشوں اور نباتات کا علم آجاتا ہے۔ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ اس میں جانوروں کا علم آجاتا ہے۔ وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اس میں ہوا اور ہوا کی قسموں کا ذکر ہے۔ کاربانک ہیڈروجن وغیرہ موٹی موٹی چیزیں ہیں۔ علاوہ ان کے اور بھی ہوا میں کئی اجناد ہیں۔ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ بادلوں میں روشنی۔ لچک۔ ایتھر کا کارخانہ الگ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری کتاب کسی علم سے نہیں ڈرتی۔ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ اس میں نشان ملتے ہیں۔ مگر عقلمندوں کے لئے۔ وہ کون لوگ ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ اس میں اب ہی ایک لطیفہ مجھے خیال میں آیا۔ کہ اس موجودہ سائنس پر جس قدر لوگ غور کرتے ہیں۔ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو اُٹھتے بیٹھتے جب سوچتے ہیں۔ تو ساتھ ہی خدا کو بھی یاد کر لیتے ہیں۔ ایک وہ جو قدرت الٰہی پر غور کرتے ہیں۔ تو مولا کو بھول جاتے ہیں۔ یہاں یہ فرمایا ہے۔ کہ اگر تم سائنس پر غور کرو۔ تو اللہ کو بھی یاد کیا کرو۔ کیونکہ ایسے وقت میں جو اللہ کا خیال نہیں رکھتے۔ اُن کو سکھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں نے سُنا ہے۔ کہ جس نے کونین بنائی تھی۔ اس کو قید کر دیا گیا تھا۔ کہ اس نے کسی جن کو قابو کر کے اس سے یہ کام لیا ہے۔

.....

درس خواتین سے قیمتی نوٹ

فرمایا۔ اِھدِنا الصِّراط میں جو دُعا ہے۔ اگر مقبول ہو جاوے۔ تو انسان متقی بن جاتا ہے۔ متقی کی تین صفتیں ہیں۔

(۱) متقی وہ ہے۔ جو غیب سے اللہ تعالےٰ پر ایمان لاوے۔

(۲) جس طرح ہو سکے۔ نماز قائم رکھے۔ اور اُسے سنوار کر ادا کرتا رہے۔

(۳) اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔ دینی چندہ دینے میں سُست نہ ہو۔

فرمایا۔ فتح مند وہ ہوتا ہے۔ جو اسلام کے پھیلانے میں خود عمل کرنے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔ چاہے ہزار کوئی زور لگائے۔ کہ یہ ہلاک ہو۔ ذلیل ہو۔ مگر وہ اللہ والی جماعت بنانے میں مصروف رہتا ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کا نام لینے اور خدا تعالےٰ کا کلام پہچاننے والی جماعت بن جاتی ہے۔ تو وہ دنیا سے بلا لیا جاتا ہے۔

فرمایا۔ جب کوئی بستی یا ملک۔ گندے بدکار۔ بدزبان لوگوں سے بھر جاتا ہے تو خداوند کریم ضرور وہاں کوئی اپنا پاک بندہ بھیجتا ہے۔

فرمایا۔ چشم معرفت رکھنے والے انسان کو چاہیئے۔ کہ دیکھے تو سہی۔ جہاں کوئی نیا مذہب نکلا ہے۔ وہاں کون اور کیسے لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہیں۔ آیا گندے۔ بدزبان۔ بدکار ہیں۔ یا نیک۔ جسے یہ پہچان نہیں۔ وہ ہرگز کوئی نیک بات نہیں سمجھ سکتا۔ اور خدا تعالےٰ اس کے دل پر مُہر کر دیتا ہے۔ پھر نہ وہ حق کے شنوا رہتے ہیں۔ نہ بینا۔

فرمایا۔ نفاق دنیا میں بہت پھیل رہا ہے۔ مردوں میں عورتوں میں بے حد نفاق ہے اس وجہ سے عمدہ فیصلہ نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ منافق کی ۹ نشانیاں ہیں۔ (۱) جھوٹ بولے۔ (۲) وعدہ خلافی کرے۔ (۳) خیانت کرے۔ (۴) گندی گالیاں نکالنے والا۔ (۵) معاہدہ کر کے غداری کرنے والا۔ (۶) عشا کی نماز میں سُستی۔ (۷) صبح کی نماز میں سُستی (۸) عصر کی نماز میں سستی کرنے والا (۹) چندہ نہ دینے والا نہ دلانے والا۔ بلکہ دوسرے کو روکنے والا۔

فرمایا۔ منافق کی مثال مکھی کی طرح ہے۔ یعنی وہ شہد پر بھی بیٹھتی ہے۔ اور پاخانہ پر بھی۔ مگر اس کا تعلق کسی سے نہیں ہوتا۔ یہی حال منافق کا ہوتا ہے۔

فرمایا۔ ناصح تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل منافق جو کسی کا مذاق ہو۔ وعظ کرتے ہیں۔ ہمارے بزرگ وطن بار کیطرف چوری چھوڑنے کا وعظ نہیں کرینگے۔ دوم۔ خود بے عمل دوسروں کو بتانا۔ سوم۔ حق کہنے والا خود حق پر عمل کرنے والا۔ مگر اس پر لوگ اعتبار کرتے نہیں اور کوئی نہ کوئی اعتراض کر دیتے ہیں۔ تم نیکی سنانیوالے پر اعتراض نہ کیا کرو۔ یہ بھی قدر کرو۔ کہ نیکی بتاتا ہے۔ اعتراض کرکے اپنے آپ کو گنہگار نہ بناؤ +

فرمایا۔ جب گھروں میں داخل ہو۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ضرور کہہ لیا کرو۔ اس سے برکتیں نازل ہوتی ہیں +

فرمایا۔ سبت آرام کو بھی کہتے ہیں۔ اور ہفتہ کو بھی۔ مگر آرام ملنے سے تو خدا بھول جاتا ہے۔ غریبی بھی شامت ہے۔ کہ نیک اعمال کی فراغت نہیں ملتی۔ مگر میں نے اکثر دیکھا ہے۔ کہ ادھر جمعہ آیا۔ اور ادھر عورتوں نے اپنے دُکھ بیان کرنے شروع کیئے۔ کہ نئے کپڑے ہوں۔ وہ چیز ہو۔ یہ ہو۔ تو مجلس میں بیٹھنے کے قابل ہوں +

فرمایا۔ میرا تجربہ ہے۔ کہ جب انسان آرام کے کھانے کو دُکھ کے ساتھ کھاتا ہے تو ذرا بھر برکت نہیں ہوتی۔ مگر عورتوں میں صبر۔ توکّل بہت کم ہوتا ہے۔

فرمایا۔ غریبی بھی ذلّت ہے۔ مگر دولت مند خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور متکبّر ہو جاتا ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے۔ دیکھو۔ ان کی بادشاہیاں جا رہی ہیں۔ مگر تکبّر ان میں بیحد ہے۔

فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے۔ کہ اپنے اپنے الگ الگ گھر بناؤ۔ پھر کوئی فساد نہ ہوگا۔ اصل میں ساس بہوؤں کے نندوں۔ بھاوجوں کے درانیوں جیٹھانیوں کے جھگڑے اسی واسطے زوروں پر ہیں۔ کہ ایک جگہ اکٹھے ایک گھر میں رہتے ہیں۔

فرمایا۔ میرے خیال میں تو میاں بیویوں کے بھی الگ گھر ہونے چاہئیں۔ جب آپس میں محبّت کا خیال آوے۔ میل ملاقات کر لیں۔

فرمایا۔ میں نے اپنی بیوی کی چیزیں کبھی نہیں دیکھیں۔ نہ ہمیں اب تک معلوم ہے۔ کہ ان کے پاس کتنے ٹرنک۔ برتن۔ کپڑے۔ چیزیں ہیں۔ ہمیں کیا ضرورت۔ کہ خواہ مخواہ

عورتوں کی باتوں میں دخل دیں۔

فرمایا۔ بلکہ میں اپنی بیوی کی کوٹھڑی کی جانب بھی کم ہی جاتا ہوں۔

فرمایا۔ اپنی زبان قابو میں رکھو۔ تمہاری زبان سے۔ ہاتھ سے۔ پاؤں سے۔ کان سے۔ آنکھ سے کسی کو تکلیف نہ پہونچے۔

کسی خاتون کو دریافت مسئلہ پر فرمایا۔ کہ حیض میں قرآن باادب پکڑے۔ اور پڑھ لے۔ جائز ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا جائز ہے۔ نماز کا حکم نہیں۔ اس لئے کہ نماز عظیم الشان چیز ہے۔ حیض میں بدبو آتی ہے۔ عورت ہاتھ۔ منہ۔ پاؤں نہیں دھو سکتی۔ دماغ میں کمزوری آجاتی ہے۔ فرشتوں سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ اس لئے نماز نہیں پڑھنی۔ دیکھو۔ دوسرے مذاہب میں ایسی احتیاط ہے۔ کہ عورت کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھا سکتے۔ مگر ہماری سرکار حضرت صلعم نے بہت بڑا احسان فرمایا۔ کہ فرمایا۔ قرآن متقی پاتا ہے۔ تو سوائے خاص حالتوں کے قرآن پڑھنا پکڑنا جائز ہے۔

فرمایا۔ دیکھو تم پر نبی عربی صلعم نے کس قدر احسان کئے ہیں۔ اور وہ کیسا جامع کمالات۔ رحمۃ للعالمین خیر خواہ مخلوق تھا۔ وہ عظیم الشان نبی اکرم کہ ہم کو کھانے کے پینے کے۔ پہننے کے۔ اُٹھنے کے بیٹھنے کے۔ حتےٰ کہ پاخانہ۔ پیشاب کے آداب سکھائے۔ اور دعائیں سکھلائیں۔ ہر ایک بستی میں داخل ہونے۔ سفر پر جانے کی ایسی ایسی بے نظیر دعائیں سکھلائیں۔ کہ سبحان اللہ! بے اختیار اس پیارے نبیؐ پر درود پڑھنے اور دعائے رحمت مانگنے کو دل چاہتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

فرمایا۔ نبی اور رسول لوگوں کو سچا پہچاننے کا پختہ معیار یہ جان لینا چاہیئے۔ کہ اول تو یہ لوگ اگلے نبیوں کی ہدایات پر قائم رہتے ہیں۔ ان کی تعلیم ایک ہی ہوتی ہے۔ یعنی خداوند کریم کو ایک مانو۔ اس کے احکام پر چلو۔ دوم یہ لوگ مخلوق کے بہت خیر خواہ ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں ستائے۔ مارے۔ تکلیفیں دے۔ مگر ان کے لئے دعائے نیک مانگتے ہیں۔ ہاں کوئی سخت تکالیف دینے میں حد سے گذر جائے۔ تو معاملہ اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ سوم۔ اس شہر کے امیر لوگ ان کی پرواہ

نہیں کرتے۔ غریب لوگ ساتھ دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا نہ ہو۔ تو پھر اُسے برخلاف جاننا چاہیئے۔

فرمایا۔ میں تم سے کسی لفظ کے معنی پوچھتا ہوں۔ تو یہ مت سمجھو۔ ہماری ہتک ہوتی ہے۔ یہ نبی کریم صلعم کی بھی عادت تھی۔ صحابہ کرامؓ سے کبھی خوب سمجھانے کے لئے کچھ پوچھا کرتے۔

فرمایا۔ ہم تو چاہتے ہیں۔ اور تہ دل سے چاہتے ہیں۔ تمہیں فہم قرآن آ جاوے۔ تمہاری اولادیں نیک ہوں۔ تمہارے خاوند نیک ہوں۔ خداوند کریم تمہیں تکبر۔ غیبت۔ چغلی۔ گلہ۔ جھوٹ۔ بدکاریوں سے بچائے۔ سو عمل کرو۔ سوائے عمل کچھ نہیں بنتا + مرقومہ سکینۃ النساء جلد (۱۲-۷-۶) (البدر جلد ۱۲ نمبر ۷)

عقیقہ و ختنہ

ایک شخص نے عقیقہ و ختنہ کے متعلق کچھ مسائل لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں بھیجے تھے۔ حضرت نے ان کی تصحیح تصدیق کی۔ اس سے فائدہ عام کے واسطے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے۔ کہ جب لڑکا پیدا ہو۔ تو اس کو آلائش سے صاف کر کے نہلائیں۔ اور سفید کپڑے پہنائیں۔ اور زرد کپڑے سے احتراز کریں۔ اور اس کے داہنے کان کی طرف تکبیر کہیں۔ اور نام اس کا نیک رکھیں۔ جیسے عبداللہ یا عبدالرحمٰن یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں پر جیسے محمد علیؓ یا احمد حسنؓ وغیرہ۔ اور ساتویں دن روز پیدائش سے حساب کر کے عقیقہ کریں۔ کہ سنت ہے۔ اگر بیٹا ہو۔ تو دو بکرے۔ اگر مقدور ہو۔ ورنہ ایک بھی درست ہے۔ اور اگر بیٹی ہو۔ تو ایک بکری نذراللہ ذبح کریں۔ اور گوشت احباب اور عزیزوں کو مسکینوں کو دیں۔ بکری میں نر و مادہ کی کوئی احتیاط نہیں۔ مگر اعضاء سب درست ہوں۔ بچہ کے بالوں کے برابر وزن چاندی خیرات کریں۔ بکرا ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔ مگر جس وقت بال نائی اتارے۔ اسی وقت بکرا بھی ذبح ہو۔

دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اے اللہ یہ میرے فلانے بیٹے کے لئے قربانی ہے۔ تو اس کا بدلہ ہے۔ اس کے لہو کا گوشت اس کا عوض ہے۔ اس کے گوشت کا اور ہڈی اس کا

بدلہ ہے۔ اس کی ہڈی کا اس طرح سے سب عضو کا نام لے کر جتنے اکہ بالوں تک بھی کہے

ختنہ سنّت ہے۔ اور جس کا پیدائشی ختنہ کیا ہوا ہو۔ اس کا دوبارہ کرنا لازم نہیں ہے۔ ختنہ میں تمام جلد یا نصف سے زیادہ کٹ جاوے۔ تو جائز ہے۔ اگر نصف کٹے تو ناجائز ہوگی ✤

(بدر جلد ۱۲ نمبر ۷)

صرف مرید کہلانا مفید نہیں

ایک شخص کا خط پیش ہوا۔ کہ آپ کے ایک مرید نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ فرمایا۔ میری مریدی پر کیا منحصر ہے۔ لوگ اُمّت محمدیہ میں شامل ہو کر زنا۔ چوری اور ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔ رنڈیاں مسلمان اور محبانِ حسینؓ کے گروہ میں شامل ہیں۔ خدا کی مخلوق میں کیا کچھ بدیاں ہیں۔ کسی قوم میں داخل ہونے سے یا کسی کے مرید کہلانے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب تک کہ انسان اپنے اعمال کو درست نہ کرے ✤

ذریعہ نجات

ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیحؑ سے سوال کیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ اگر خدا کا کلام سچ ہے۔ تو مرزا صاحب کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی ✤ (بدر نمبر ۲ جلد ۱۲)

بیکار روپیہ پر زکوٰۃ

ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔ کہ اگر ایک رقم پر اس سال زکوٰۃ ادا کی جائے۔ اور اگلے سال پھر وہ روپیہ بیکار پڑا رہے۔ تو اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ فرمایا۔ شریعت اسلام میں جائز نہیں۔ کہ انسان اپنے روپے کو بے کار رکھ چھوڑے۔ اس واسطے زکوٰۃ ضروری ہے ✤

حقِ مہر

ایک شخص کا سوال پیش ہوا۔ کہ ایک مرد اپنی عورت کو طلاق نہیں دینا چاہتا لیکن عورت کے رشتہ دار طلاق لینے کے خواہشمند ہیں۔ اس صورت میں مرد پر مہر کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ فرمایا۔ اس صورت میں مرد کو مہر قطعاً نہیں دینا پڑتا۔ بلکہ مرد کچھ لے لے۔ تو بھی جائز ہے ✤ (بدر نمبر ۶ جلد ۱۲)

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کا مکالمہ ایک مولوی صاحب سے

سوال۔ آپ کے اصول کیا کیا ہیں؟ دوسرے مسلمانوں سے آپ کو کیا اختلاف ہے؟

جواب۔ ہمارے اصول تو ہیں۔ اللہ تعالےٰ ایک ہے۔ مستجمع جمیع محامد کاملہ ہے۔ ہر ایک قسم کے عیب و نقص سے منزّہ۔ ملائکہ

ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مختلف کاموں پر متعین ہیں۔ تمام رسول برحق ہیں۔ کتابیں جو اُن پر اُتریں۔ برحق ہیں۔ جزاء و سزا کا مسئلہ برحق ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔

دوسرے مسلمانوں سے اصول دین میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ جہاں وہ ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء کی وفات کو مانتے ہیں۔ وہاں ایک حضرت مسیحؑ کی وفات کو ہم نے مان لیا۔ تو فرق ہی کیا ہے۔ ایسا ہی اُمّتِ محمدیہ میں مکالمہ و مخاطبۂ الٰہی اولیاء اللہ سے جاری ہے۔ تو جاوے مرزا صاحب سے خدا تعالےٰ کا مکالمہ ماننا کیا حرج رکھتا ہے۔ مسیحؑ کا نزول ماننا اصول دین میں داخل نہیں۔

سوال۔ مرزا صاحب کیا تھے؟ کیا وہ عیسےٰ علیہ السّلام ہیں؟

جواب۔ مرزا صاحب اُمّتی ہیں۔ اپنا نام ہمیشہ غلام احمد فرماتے رہے۔ جس طرح ہم لوگ ابراہیمؑ۔ اسمٰعیل وغیرہ نام رکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح خدا نے ان کا نام عیسےٰؑ رکھا۔ بنی اسرائیل کا عیسےٰ فوت ہو چکا ہے۔ عیسےٰؑ کے نزول کا مسئلہ الفاظ قرآنی وانزلنا علیکم المن والسّلوٰی او انزلنا لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج پر غور کرنے سے حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لوہا وغیرہ جیسے اُترے۔ ایسا ہی عیسےٰ علیہ السلام کا نزول ہے یہ معنے نہیں۔ کہ آسمان سے اُتریں۔ مرزا صاحب کا ایک شعر ہے۔ ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب ۔۔۔ ہاں ملہم ام ز خداوند مندرم

سوال۔ کیا مرزا صاحب مہدیؑ تھے؟

جواب۔ ہاں مہدی تھے۔ آپؑ کے صدق کی دلیل وہ حدیث ہے۔ جو دار قطنی صفحہ ۱۸۸ میں اہل بیت سے مروی ہے۔ کہ ماہ رمضان میں سورج گرہن لگنے کی درمیانی تاریخوں میں اور چاند گرہن لگنے کی پہلی تاریخ میں ہوگا۔ یہ نشان آپ کے دعوے کے ساتھ ظاہر ہوا۔

سوال۔ مرزا صاحب نے یہ نشان دیکھ کر دعوےٰ کر لیا ہوگا؟

جواب۔ دعویٰ اس سے پہلے کا تھا۔ اور اس طرح تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ توریت میں نشان دیکھ کر دعوےٰ کر دیا۔

سوال۔ عرب میں بھی اس زمانے میں کسی نے دعوےٰ کیا ہوگا؟

جواب - آپؑ کے دعویٰ کے پہلے کسی نے دعویٰ نہیں کیا - اور بعد بھی بایں دلیل اگر آپ ثابت کردیں - تو میں آپ کو ایکہزار روپیہ دوں گا -

سوال - کیا مسیحؑ اور مہدیؑ ایک ہیں؟

جواب - ابن ماجہ صفحہ ۲۵۷ میں حدیث ہے - لَا مَهْدِيَ اِلَّا عِيْسٰى اور مسند امام احمد حنبل میں بھی یہ حدیث ہے - جلد ۲ صفحہ ۴۱۱ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یوشك من عاش منکم ان یلقی عیسی ابن مریم اماما مهدیا وحکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر والجزیة وتضع الحرب اوزارها - اور ہمارے نزدیک کئی مہدی ہیں - ابوبکرؓ - عمرؓ - عثمانؓ وحیدر کرارؓ - عبداللہ بن زبیرؓ - محمدؐ عبداللہ بن حسن مثنیٰ - مہدی ہارون کے والد فاتح قسطنطنیہ - مگر جو مسیح کے زمانہ میں مہدی ہوگا - وہ مہدی اور عیسےٰ ایک ہے -

سوال - کیا مرزا صاحب عالم تھے؟

جواب - ظاہری علوم میں کوئی ایسے عالم نہ تھے - ایک مولوی گل علی شاہ شیعہ بٹالہ کے رہنے والے معمولی مولوی تھے - لڑکپن میں مرزا صاحب کے والد صاحب نے ان کے پاس بٹھایا تھا - ہاں اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسا علم بخشا تھا - کہ آپ کی عربی کتابوں کے مقابلے میں ہند اور عرب کے علماء عاجز آگئے - آپ کو دعا پر بہت بھروسا تھا - اور دعا سے خدا نے تمام علوم آپ کو سکھادئے تھے -

سوال - آپ مجازی معنے کیوں لیتے ہیں؟

جواب - اچھا ایک شخص کا نام عیسےٰ ہو - اس کی ماں کا نام مریم ہو - وہ ایک صلیب کو توڑدے - اور ایک سؤر کو لے کر قتل کردے - تو کیا تم اُسے مان لوگے - کہ یہی موعود ہے - بات یہ ہے - کہ پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھنے کے لئے کتاب الٰہیہ کی طرز پر گہری نظر ڈالنی چاہیئے +

صحبت کا فیض

ایک شخص نے عرض کی - کہ کوئی مجھے حضور کے کلمات نصائح روزانہ لکھ کر بھیجتا رہے - اس کو میں اُجرت

دوں گا۔ فرمایا۔ صحبت میں اور فیض ہوتا ہے۔ بولنے والے کی طبیعت میں ایک خاص جوش ہوتا ہے۔ لکھنے والا اس کو ادا نہیں کر سکتا۔ بلکہ بعض وقت سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کہ یہ کیا کہتا ہے۔ ۱۴ اگست ۱۹۱۲ء

ایمان

کسی آدمی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ یہ تو دنیادار اور مالدار آدمی ہے۔ ایمان ایک سیدھی راہ ہے۔ جس میں پیچ نہ ہو۔

ثبوت مخالف کے ذمہ ہے

ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ مجھے مجمع البحار بھیجی جائے۔ جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر ہے۔ فرمایا۔ یہ راہ ٹھیک نہیں۔ کہ ہم وفات مسیحؑ کا ثبوت دیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوا۔ کس کس کے مرنے کا ثبوت ہم دیتے پھریں گے۔ عام بات یہ ہے۔ کہ سب انسان جو پیدا ہوتے ہیں۔ مرتے ہیں۔ تمام نبیؑ جو بشر تھے۔ وہ پیدا ہوئے۔ اور فوت ہو گئے۔ جو شخص یہ دعوے کرتا ہے۔ کہ ان میں سے کوئی نہیں مرا۔ اُسی کے ذمے بار ثبوت ہے۔ کہ اس کو زندہ دکھائے۔ یا ثابت کرے۔ ورنہ موت ظاہر ہے۔ حیاتِ عیسےٰؑ کا دعوے کرنے والے پر بار ثبوت ہے۔

(بدر نمبر ۸ جلد ۱۲)

والدین کی خدمت کرو

فرمایا۔ ایک انگریزی خوان میرا دوست تھا۔ اور بڑا امیر تھا۔ مگر اپنے ماں باپ کو کچھ نہیں سمجھتا تھا۔ انہیں خرچ وغیرہ سے کسی قسم کی خدمت نہ کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ کو کہا۔ کہ آخر تیرا لڑکا ہے۔ تو اس کے پاس جا۔ چنانچہ وہ شخص اپنے لڑکے کے پاس اپنی اسی غریبی کی حالت میں گیا۔ اور وہاں اس کی مجلس میں بیٹھ گیا۔ لیکن بہت ہی خستہ حالت میں تھا۔ کسی اور نے بڑی تحقیر سے کہا۔ کہ یہ کون ہے؟ امیر نے کہا۔ ہمارا ایک واقف ہے۔ اُس خستہ حال شخص نے پہلے پوچھنے والے کو کہا لڑکے کی طرف اشارہ کر کے۔ کہ میں اس کا واقف نہیں اس کی ماں کا واقف ہوں۔ اس طرح باپ کی ذلت کرنے والا خود ذلیل ہوا۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ اپنے والدین کی بہت عزت کرے۔

بدر نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۱۲

ف اس سے آپ کی یہ مراد ہے۔ کہ قادیان میں آ کر رہیں اور قادیان بار بار آئیں۔ (المرتب)

محمد احمدی نہیں

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص نظام احمدی کہلاتا ہے۔ لیکن ہمارے آپس میں مقدمات کرواتا رہتا ہے۔ فرمایا۔ ایسے آدمی کو احمدی مت سمجھو۔ اگر سمجھو۔ تو تمہاری غلطی ہے میرے نزدیک ایسے لوگ اچھے نہیں۔ جو آپس میں لڑائی کراتے رہتے ہیں +

ٹوٹا پیالہ

۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء۔ اندر سے ٹوٹی ہوئی پیالی میں آپ کے پینے کے واسطے چائے آئی۔ تو آپ نے واپس کر دی۔ اور فرمایا۔ کہ ٹوٹے ہوئے پیالے میں پینا منع ہے۔

تعارض

فرمایا۔ مقولہ۔ اِذَا تَعَارَضَتَا تَسَاقَطَتَا غلط ہے۔ بلکہ جب تعارض ہو۔ تو ان دونوں میں غور کرنا چاہئے۔ ان میں سے ایک ضرور باطل ہوگا۔ اور ایک حق ہوگا۔ ایسا نہیں۔ کہ دونو ساقط ہو جاویں۔ ایک کہتا ہے۔ کہ خدا ہے۔ دوسرا کہتا ہے کہ خدا نہیں ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ چلو یہ دونو باتیں جانے دو۔ بلکہ ان دونو قولوں کا خوب غور سے فیصلہ کرنا چاہئے۔ جو خدا کا کلام ہو۔ یا خدا کا کلام ہو۔ اس میں تعارض نہیں ہوتا۔ جو بات کان سنتا ہے۔ آنکھ کا حق نہیں۔ کہ اس سے انکار کرے اس کا جُدا کام ہے۔ اُس کا جُدا کام ہے +

دجّال

فرمایا۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ دجّال جب مدینہ پر حملہ کرے گا۔ تو ایک شخص تو مارے گا۔ اور ٹکڑے کر دے گا۔ اور پھر کہے گا۔ کہ کیا یہ زندہ ہو سکے گا۔ وہ زندہ ہو کر کہیگا۔ کہ تو ہی دجّال ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رویا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اسلام کے ظاہر اور باطن کے ٹکڑے کر دے گا۔ اور کہے گا کہ اب یہ زندہ نہیں ہو سکتا

زبانیں

فرمایا۔ مجھے زبانیں دو پسند ہیں۔ ایک اللہ کی سو عربی ہے۔ دوسری بادشاہ وقت کی۔ سو انگریزی ہے +

(بدر نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۱۲)

ذمہ واری بہت مشکل کام ہے

فرمایا۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ کہ میں یہ تلوار دینی چاہتا ہوں۔ کون تم میں سے ہے۔ جو اس کو لے۔ سب کھڑے ہو گئے۔ اور ہر ایک کہنے لگا کہ مجھے دیجئے۔ مجھے دیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ بِحَقِّهَا۔ یعنی اس کا کچھ حق بھی ہے وہ بھی ساتھ ہی لینا ہوگا۔ اس بات کو سُن کر سب صحابہؓ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ اور کوئی نہ بولا

تھوڑی دیر کے بعد ایک صحابی اُٹھا۔ اور اس نے کہا۔ بِحَقِّهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی اس کو بمعہ اس کے حق کے لیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے اس کے حوالہ تلوار کر دی۔ پھر ان کو بھاری بھاری کام کرنے پڑے۔ بات یہ ہے۔ کہ جب ذمہ واری کا کام آپڑتا ہے تو مشکل پڑ جاتی ہے۔"

عدم جواز بُت سازی و بُت فروشی کی حکمت

فرمایا۔ بُت سازی۔ بُت فروشی کی جو مسلمانوں کو ممانعت کی گئی ہے۔ اس میں بھاری حکمت یہ ہے۔ کہ تا یہ کام دوسری قومیں کریں۔ اور وہ بھی فائدہ اٹھائیں۔ اسلام بخیل نہیں ہے کہ سارے کام خود ہی سنبھال لیوے۔ دنیا میں بعض کاموں کو اُس نے اسلام کے واسطے خاص کیا ہے۔ اور بعض دوسروں کے واسطے خاص کئے ہیں۔ بعض مشترک ہیں۔ اگر کوئی کہے۔ کہ اس سے تو جواز ثابت ہو گیا۔ جبکہ دیگر مذاہب کو اجازت دی گئی نہیں جواز نہیں۔ بلکہ یہ ایک طرح کی تقسیم کی گئی ہے۔ اور منشاء آلہی اسی طرح ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ ط جبکہ دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کو اللہ تعالےٰ نے قائم رکھا ہے۔ تو ایک طرح کا منشاء ہی ہے۔ دراصل اسلام رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ہے۔ سب جہان کو فائدہ پہنچانے والا ہے۔ آنحضرت صلعم نے چند کسب اپنی قوم کے واسطے تجویز کئے۔ باقی اوروں کے لئے رکھے۔ ناچنا گانا ... ... اور تصویر بنانا بھی دوسرے مذاہب کے واسطے ہے۔ اسی طرح فرمایا۔ کہ گدھے کو گھوڑی پر اور گھوڑے کو گدھی پر نہ ڈالے حالانکہ آپؐ خود خچر پر سوار ہوتے تھے۔ تو پھر منع کیوں کیا۔ اس واسطے کہ تم یہ کام نہ کرو اور لوگ کریں۔ اسی طرح بُت بنانے اور تصویر بنانے سے منع کیا۔ اسی طرح ثَمَنُ الْكَلْبِ یعنی کتے کا مول لینے سے منع کیا۔ اس واسطے کہ تم سارے جہان کے کسبوں کو کیوں چھینتے ہو۔ ان کو بھی بعض کام خاص طور پر کرنے دو۔ ... ... غرضکہ جتنے ذلیل پیشے ہیں۔ ان سے اسلام والوں کو منع کیا ہے۔ مسلمان گھوڑے رکھیں۔ گائے رکھیں۔ سؤر کیوں رکھیں۔ چوہڑے کا کسب شرفاء کا پیشہ نہیں ہے۔ میں نے صحابہؓ میں بہت غور کیا ہے۔ وہ کسی جولاہے کو حقارت سے نہیں دیکھتے تھے۔ بعض قصور ان

لوگوں سے (جولاہوں) سرزد ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ ذلیل ہو گئے ہیں۔

قناعت اور غناء

فرمایا۔ کہ نواب بہاولپور ہمیں ساٹھ ہزار ایکڑ زمین دیتا تھا۔ ہم نے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ اس قدر زمین سے کیا ہوگا۔ انہوں نے کہ آپ اس سے امیر کبیر ہو جاؤ گے۔ میں نے کہا۔ کہ اب تو آپ ہمارے پاس چل کر آتے ہیں۔ کیا پھر بھی آئینگے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ پھر فائدہ ہی کیا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے اپنی اولاد کے واسطے کبھی فکر نہیں کیا۔ نہ زمین کا۔ نہ کسی اور بات کا۔ اگر ہم زمین لینا چاہتے۔ تو بے شمار زمین جمع کر لیتے۔ اللہ نے میرے دادا سے بڑھ کر اولاد اور رزق میرے باپ کو دیا۔ پھر مجھکو مال۔ کتابیں۔ علم۔ شہرت وغیرہ سب کچھ باپ سے زیادہ دیا۔"

مہدی بہت ہیں

فرمایا۔ مہدی بہت ہوئے ہیں۔ محمد بن عبداللہ بھی ایک مہدی گذرے ہیں۔ امام حسن کی اولاد سے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مہدی ہے۔ جس محمدؐ نے قسطنطنیہ فتح کیا تھا۔ وہ بھی مہدی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی بھی مہدی ہیں۔ یہ بھی حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت عباس کی اولاد سے مہدی ہوگا۔ یہ حجج الکرامہ میں ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَعَلَیْکُمْ بِسُنَّۃِ خُلَفَاءِ الْمَھْدِیِّیْنَ ط سب خلفائے راشدین مہدی ہی ہیں۔

لوگ کہتے ہیں۔ کیا مسیح مہدی ہے؟ میں کہتا ہوں۔ کہ کیا مہدی کوئی کبوتر ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک تو حضرت ابوبکرؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور امام حسنؓ۔ امام حسینؓ۔ جعفرؒ ابن محمدؒ سب مہدی تھے۔ سید عبدالقادر جیلانی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ حضرت شہاب الدین سہروردی۔ حضرت زکریا ملتانی سب مہدی تھے۔ امرتسر میں ایک شخص کے ہاں ایک قسم کی گولی بکتی تھی۔ اس پر مسیح صادق لکھا تھا۔ حضرت صاحب نے کونسا اندھیر کیا۔ کہ مہدی ہونے کا دعوے کر دیا۔ لوگ اپنے دشمن کو سور۔ گدھا۔ الو۔ کتا وغیرہ کہہ دیتے ہیں۔ ہم یہ چیز نہیں۔ کہ بددعاؤں میں تو یہ لفظ استعمال کر لیں۔ کبھی کسی اپنے بھائی کے واسطے یہ بھی دعا کی

کہ تم مہدیؑ یا مسیحؑ ہو جاؤ۔ عمرؓ یا ابوبکرؓ ہو جاؤ۔ اس کے یہ معنے سمجھنے ایسا ہی ہے کہ وہ عمر ہی ہو۔ جیسا کہ تم بُروں کو کتا اور گدھا وغیرہ کہتے ہو۔ ایسا ہی نیکوں کو بھی کہہ دیا کرو کہ فلاں ایسا ہے۔ جیسا امام اعظمؒ ہے۔ فلاں ایسا زاہد ہے جیسے فلاں زاہد ہے۔ لوگوں نے مہدی کے لفظ کو خوفناک بنا دیا ہے۔ ہمارے بھیرے کے پاس ایک گاؤں بجکہ ہے وہاں ایک حیدر نام ننگ فقیر رہتا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ امام مہدی کی کیا علامت ہو گی۔ اُس نے کہا۔ کہ حضرت مہدی کی علامت صاف ہے۔ ہم سوا لاکھ فقیر منہروں والے آگے آگے ہونگے۔ اور ہمال پاتے جائیں گے۔ (یعنے ڈھول بجا کر تلپتے ہوں گے۔ راقم) پیچھے امام مہدی ہونگے۔ میں نے کہا۔ کہ مولوی لوگ ساتھ نہ ہونگے۔ اس نے کہا۔ کہ اگر انہوں نے بھی ساتھ ہی ہونا ہے۔ اور نمازیں ہی پڑھانی ہیں۔ تو ہم نے ایسے امام مہدی کو کرنا ہی کیا ہے۔ وہاں تو سوا لاکھ منہرا بھنگ گھوٹنے والا ڈنڈا۔ (راقم) چلے گی۔ پھر ہم کو لوگ خطوں میں لکھتے ہیں مسیح الزمان۔ ہمارے آقا کو تو مسیح الزمان مانتے نہیں۔ اور ہمیں مسیح الزمان سمجھتے ہیں ✦ (بدر نمبر ۱۳ جلد ۱۲)

مومن کو خوف نہیں

فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُونَ پڑھ کر فرمایا۔ کہ قرآن مجید مجھے ایسا نسخہ ملا ہے۔ کہ ہمیں کبھی خوف اور حزن نہیں ہوتا۔ خواہ کیسی ہی بڑی بات کیوں نہ ہو۔ آجکل ہمارے فرزندان عبدالحی اور عبدالسلام کشمیر کی سیر کو تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور ہماری بی بی کو ان کا بہت فکر لگا ہوا ہے۔ چنانچہ کل تار کے جواب جلد نہ آنے سے ان کو بہت تکلیف ہوئی۔ میں نے ان کو سمجھایا۔ کہ کوئی خوف و حزن کی بات نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کا محافظ ہے۔ وہ خود ہی ان کو یہاں لے آئیگا ✦

پھر آپ نے فرمایا۔ کہ ایک لڑکا علیگڈھ کالج میں ہمارے خرچ سے پڑھتا تھا۔ اور وہ ہندو سے مسلمان ہوا تھا۔ ہم نے اس کے پڑھانے پر ہزاروں روپیہ خرچ کیے۔ اور جب وہ پڑھ چکا۔ تو اس نے ہمیں ایک خط اس مضمون کا لکھا۔ کہ میں اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ اور اپنی ناپاکی کو اُتارنے کے لئے گنگا جی جاتا ہوں۔ جسوقت میرے پاس یہ خط پہونچا۔ میرا ایک دوست میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور وہ جانتا تھا۔ کہ میں نے اس لڑکے کی پڑھائی پر ہزاروں روپیہ خرچ کئے ہیں۔ اس واسطے اس نے خیال کیا۔

کہ یہ خط پڑھ کر چیخ اُٹھیگا۔ مگر ہمنے اس وقت اللہ تعالےٰ سے دُعا کی۔ کہ ہمیں ایک چھوٹا سا اور بڑا لطیف مضمون سمجھا دے۔ چنانچہ میں نے خط کے جواب میں کارڈ پر ایک آیت لکھدی۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اگر ایک آدمی تمہارے دین سے مرتد ہو جاوے۔ تو خداوند کریم اپنے کرم سے ایک قوم دیتا ہے۔ اور ہم کو اس تمہارے خط سے نہایت ہی خوشی ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایک جماعت عطا فرمائی ؛

عمل کرو

ایک شخص کے خط کے جواب میں فرمایا۔ کوئی شریر نہ ہمارا ہے۔ اور نہ ہم اس کے۔ احمدی کہلانے سے کوئی احمدی نہیں ہو سکتا۔ میں نے بعض کنجروں کو بھی دیکھا ہے۔ کہ وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن کیا وہ مسلمان ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگوں کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں ؛

مسجدیں اللہ کے نام کے لئے ہوتی ہیں۔ اور جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ فرمایا۔ بعض لوگ خالص اللہ کے نام کو پسند نہیں کرتے۔ اور بُرا جانتے ہیں۔ شیعہ میں اگر حضرت علیؓ۔ امام حسنؓ۔ امام حسینؓ کا ذکر نہ کیا جائے۔ تو اس کو بے ایمان جانتے ہیں اسی طرح ہر ایک فرقہ کا نام نہ لیا جاوے۔ تو وہ اس کو بُرا بلکہ بے ایمان سمجھتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ غلط ہے۔ اسی طرح پر احمدیوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہ آوے تو اس کو بے ایمان سمجھتے ہیں۔ میرے گھر میں ایک عورت آئی۔ میری بی بی نے اس کو پوچھا کہ تمہاری فلاں گدی کا کیا حال ہے ؟ اس نے کہا۔ اجی کیا بات ہے۔ وہاں تو نور ہی نور ہے۔ اور اندر باہر نور ہی نور نظر آتا ہے)۔ پوچھا۔ کہ آخر کیا ہے۔ تب اس عورت نے کہا۔ کہ اندر بھی باہر بھی راگ کا نور برس رہا ہے۔ اندر باہر گانے والے قوال بیٹھے رہتے ہیں ؛

خواجہ صاحب کو نصیحت

ظہر کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے خواجہ کمال الدین صاحب کو اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ آؤ۔ آپ کو بھی چند باتیں سنا دیں۔ فرمایا۔ تم ولایت کو جاتے ہو۔ کسی اپنی خوبی کا گھمنڈ مت کرنا۔ فرمایا۔ ولایت میں بڑے بڑے کام ہوتے ہیں۔ اور اس میں بڑے بڑے ابتلاء بھی ہیں۔ اور بڑے بڑے آرام بھی ہیں۔ اور وہاں بڑے بڑے شریر بھی ہیں۔ اور اس میں بڑے بڑے شرفا بھی ہیں۔ وہ شہر میرے نزدیک ایسا ہے۔ کہ اس میں بڑے بڑے

نیک لوگ بھی ہیں۔

فرمایا۔ میرا ایمان ہے۔ کہ اگر اس شہر میں نیک لوگ نہ ہوتے۔ تو وہ شہر آباد نہ ہوتا۔

فرمایا۔ شراب۔ سور۔ بری مجلس سے بچتے رہنا۔ میرے بھی تم پر بڑے بڑے حق ہیں۔ میری باتوں کا خیال رکھنا۔

فرمایا۔ بقدر طاقت اپنی کے دین کی خدمت وہاں ضرور کرو۔

فرمایا۔ اور کوئی وہاں اپنی ترقی (وکالت) کا بھی کام کرو۔

فرمایا۔ ہفتہ میں ایک خط یہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس لئے ہم کو ایک خط ضرور لکھا کریں۔ اگر نہ ہو سکے۔ تو کارڈ ہی سہی۔ بعد دعا کے خواجہ صاحب کو رخصت کیا گیا۔

احمدی

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ میں نے ایک کام کے عوض میں تہجد کی نماز تندرمانی ہے۔ فرمایا۔ تہجد کی تندرمانی میرے نزدیک اچھی نہیں۔ کیونکہ تہجد کی نماز اللہ تعالےٰ نے فرض نہیں فرمائی۔ جب تم تندرمانو گے۔ تو اس صورت میں تہجد کی نماز تم پر فرض ہو جائیگی۔ اور انسان کمزور ہے۔

ایک آدمی کا خط پیش ہوا۔ تو فرمایا۔ کہ جو شخص آپس میں فساد ڈلواتا ہے۔ لڑائی جھگڑے پسند کرتا ہے۔ اور رشوت اور ناجائز وسائل سے روپیہ کماتا ہے۔ وہ احمدی نہیں ہے۔

ایک آدمی کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو فرمانے لگے۔ کہ وہ احمدی نہیں۔ جو اس کو احمدی کہتا ہے۔ وہ غلطی کرتا ہے۔ وہ ہماری جماعت سے نہیں۔ لڑکیوں کا بغیر اجازت کے نکاح کر دینا اور عدت وغیرہ کا کوئی لحاظ نہ کرنا۔ کیا یہ احمدیوں کا کام ہے؟

طرز نظم

فرمایا۔ میں نے تین زبانوں کا مطالعہ کیا ہے۔ عرب لوگ اپنے شعروں میں معشوق کو مؤنث باندھتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مذکر۔ یہ فطرت کے مطابق معلوم ہوتا ہے۔ ایرانی لوگ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں لواطت بہت کثرت سے ہے۔ اپنے معشوق اور اپنے آپ دونوں کو مذکر باندھتے ہیں۔ اور خوب خط و خال کا نقشہ کھینچتے ہیں۔ سنسکرت میں اپنے معشوق کو نر باندھتے ہیں۔ یعنی پتی۔ اور اپنے آپ کو مؤنث۔ یہ پہلی قسم کا الٹ ہے۔

کرشن کی گوپیاں

پھر فرمایا۔ کرشن کے متعلق یہ جو مشہور ہے۔ کہ ان کی ۱۶ لاکھ

ان کے مرید ہوں گے۔ اور محبت کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو کرشن صاحب کا اس طرح مطیع و فرمانبردار بنالیا۔ جس طرح کہ بی بی اپنے آپ کو خاوند کا مطیع و فرمانبردار بنا لیتی ہے۔ تو اس واسطے ان کو اعنی کرشن کو پتی کہا۔ اور خود پتنیاں بن گئیں۔ ورنہ نہ تو سولہ لاکھ عورتوں سے آدمی جماع کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی سولہ لاکھ سے محبت کر سکتا ہے۔ نہیں تو کوئی ہم کو سمجھا دے۔ دراصل نکتہ یہی ہے۔ مگر کم علمی کی وجہ سے اپنے مذہب کو بھول گئے ؛

پھر فرمایا۔ کہ یہ بھی ایک بڑا بھاری مسئلہ ہے۔ کہ کرشن پہلے ہوئے یا رام چندر جی رامائن میں کرشن ؑ کا ذکر نہیں۔ اور مہابھارت میں رام چندر کا ذکر نہیں۔ پھر کورو پانڈو کے جنگ میں یہ لوگ اس کو بھی شریک کرتے ہیں۔ جب تمام لوگ دُور دُور سے آئے۔ تو رام چندر کا کچھ ذکر تو ہوتا۔

پھر فرمایا۔ بعض کشفی معاملات ہوتے ہیں۔ لوگ مانیں یا نہ مانیں۔ مجدد الف ثانی کہتے ہیں۔ کہ سرہند کا جوٹبہ ہے۔ وہاں نبیوں کی قبریں ہیں۔ صرف سرہند کے شہر میں۔ یہ کشفی معاملہ ہے۔

پھر فرمایا۔ مظہر جانجاناں متحیر ہو گئے۔ تو کشف میں آپ کو ایک شخص نے سات روپیہ دیئے۔ اور کہا۔ کہ آپ ہمارے ملک میں آئیے۔ اور یہاں رہیئے۔ ہم آپ کی دعوت کے طور پر یہ روپیہ دیتے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ آپ کون ہیں۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ میں کرشن ہوں ؛ (بدر نمبر ۱۴ جلد ۱۲)

خیالی تصویر نہ بناؤ

فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ عَھِدَ اِلَیْنَا اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ۔

اس کے بارے میں ایک عجیب نکتہ میں تم کو سناتا ہوں۔ تم سب آدمی غور کرو۔ جب تم کسی کا نام سنتے ہو۔ تو تمہارے دل میں ایک شکل آجاوے گی۔ مگر پھر جب اس کو دیکھتے ہو۔ تو کیا فی الواقعہ ویسی ہی تصویر ہوتی ہے۔ جو تم نے اپنے ذہن میں تجویز کر رکھی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور ہوتی ہے۔ اس سے میں نے ایک نتیجہ نکالا۔ جب میں نے اللہ کا نام سنا۔ تو دل میں تصویر بنی۔ تو اللہ نے مجھے سمجھایا۔ کہ دنیا میں یہ قاعدہ نہیں ہے۔ اس واسطے جو خیالی تصویر تو نے باندھی ہے۔ یہ غلط ہے۔ ایک

تو مجھے یہ فائدہ پہونچا۔ جب میرے دل میں خیال آیا۔ وہ ایسا ہوگا۔ ویسا ہوگا۔ تو میرے دل نے کہا۔ کہ یہ تو تمہارا تجویز کردہ خدا ہے۔ اللہ کی صفتیں سنتے ہیں۔ اور ان پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر اللہ کی بابت یہ کبھی خیال نہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے دل میں سوچ رکھا ہے۔

دوسرا فائدہ یہ پہنچا ہے۔ کہ اگلے زمانہ میں جب ہم چھوٹے تھے۔ تو سنا کرتے تھے، کہ حضرت مہدی علیہ السلام آوینگے۔ ایسے ہونگے۔ ویسے ہونگے۔ غرضکہ یہ سب باتیں سنکر احمقوں نے جو دل میں ایک تصویر بنالی تھی۔ اس کو عین سمجھ لیا۔ اور مرزا صاحب کا انکار اسی بنا پر کیا گیا۔ کہ وہ ان کی خیالی تصویر کے مطابق نہ اترے۔ انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ تو ایک ہماری طرح ہی آدمی ہیں۔ ہمارے پاس لوگ بیمار آتے ہیں۔ وہ بھی دل میں کئی کئی خیال جما کر آتے ہیں۔ کہ وہ ایسے ہوں گے۔ اس طرح بیٹھے ہونگے پھر دیکھنے کے وقت انہیں ہم ایک معمولی انسان نظر آتے ہیں۔ اس قاعدہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک حکمت رکھی ہوئی ہے۔ اور اسی واسطے اللہ تعالےٰ وہ خیالی تصویر رہنے نہیں دیتا۔ تاکہ خدا کی نسبت غلط خیال نہ بیٹھ جاویں۔ اس سے مجھے مرزا صاحب کے ماننے میں ذرا بھی دقت نہ ہوئی۔ خیالی تصویر تو ہم نے بنائی ہوئی نہ تھی۔ حدیث والے خط و خال ہم کو مل ہی گئے۔

یہ تمہید میں نے اس واسطے بیان کی ہے۔ کہ یہودیوں اور ہندوؤں اور آریوں اور اگنی ہوتر اور مجوسیوں میں ایک رواج ہے۔ کہ زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھود کر عمدہ لکڑیاں اس میں جلا دیتے ہیں۔ اس کو اگنی کنڈ کہتے ہیں۔ عربی میں آج آگ کو کہتے ہیں۔ گویا آگ یا آگ لفظ اَج کا معرب ہے۔ لوگ گرد بیٹھ جاتے ہیں۔ صندل اور کستوری اور زعفران اور عود۔ گھی۔ شہد ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ پھر کچھ پڑھ کر آگ میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کی قربانی کو آگ کھا لیتی ہے۔ یہودی لوگ بکرا ذبح کر کے آگ میں ڈالتے تھے۔ اس کو سوختنی قربانی کہتے تھے۔ توریت میں لکھا ہے۔ وہ جو خیال ان کا تھا۔ کہ جو رسول آویگا۔ وہ ہماری سوختنی قربانی کا رواج بھی دے گا۔ وہ بیچارہ ہوا۔ اس واسطے انکار کر دیا۔ اب بھی لوگ ایک خیالی تصویر دل میں بٹھا لیتے ہیں۔ بھگہ (بھیرہ کے متصل ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔) کا ایک فقیر شیعہ تھا۔ اس کا

نام حیدر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ امام مہدی جب آویں گے۔ تم ان کو کس طرح پہچانو گے۔ اس نے کہا۔ کہ ان کی یہ پہچان ہو گی۔ کہ ان کے آگے سوا لاکھ فقیر منہریں (بھنگ گھوٹنے والے ڈنڈے) اُٹھا کر ناچتے آوینگے +

خطبہ جمعہ

۲۷ ستمبر ۱۹۱۲ء کو مسجد اقصےٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ جمعہ میں سورہ نون والقلم پڑھ کر فرمایا۔ دنیا میں انسان ایک عجیب معجون ہے۔ اس نے زمین کو پھاڑا۔ پہاڑوں کو چیرا۔ سمندر کی تہ سے موتی نکالے۔ ہوا سمندر روشنی پر حکومت کرتا ہے۔ باوجود اس کمال کے کسی اور کے نمونہ کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ وہ تاجر کسی بڑے تاجر سپاہی کسی بڑے کمان افسر کی طرح بننا چاہتا ہے۔ راولپنڈی کے ایک دربار میں پرنس آف ویلز کی شان و شوکت دیکھ کر ایک احمق نے مضمون لکھا۔ کہ کاش میں ہی پرنس ہوتا۔ ایک میرا دوست مرض جذام میں گرفتار یہاں آیا۔ مجھے کہنے لگا۔ آپ عقلمند نہیں معلوم ہوتے۔ آپ مجھے اجازت دیں میں کوشش کروں۔ فوراً آپ کو زمین کے بڑے مربعے دلا سکتا ہوں۔ آپ بادشاہ بن جائینگے۔ میں نے اُسے کہا۔ تم نہیں جانتے۔ خوشی اور شے ہے۔ تم مجھے زمین دلوا تو ہو۔ خود تو بڑے زمیندار ہو۔ مگر دیکھو۔ تم میں ایسی بیماری ہے۔ کہ تمہارے رشتہ دار بھی تم سے نفرت کرتے ہیں۔ پھر وہ زمین کس کام۔ غرض ہر شخص کسی نمونہ کو سمجھنے کا خواہشمند ہے۔ کوئی حسن و جمال کا شیدا۔ کوئی ناموری چاہتا۔ کوئی حکومت کو پسند کرتا۔ کوئی کسی اور بڑائی کا حریص ہے۔ اس واسطے اللہ تعالےٰ ان کے واسطے ایک نمونہ پیش کرتا ہے۔ دوات اور قلم ہو۔ اور اس سے جو کچھ لکھا جا سکتا ہے سیاسی لوگ سیاست پر کتب لکھتے۔ ناولسٹ ناول لکھتے۔ اور مختلف لکھنے والے مختلف اشیاء پر لکھتے۔ اور ان کی تحریریں جمع کرو۔ یہ ثابت ہو گا۔ کہ محمد رسول مجنوں نہیں تھا۔ اس نے جو کچھ خلقت کے سامنے پیش کیا۔ وہ حق و حکمت سے پُر اور اس نے جو تحریر پیش کی ہے۔ اسکا مقابلہ کوئی تحریر دنیا بھر کی نہیں کر سکتی۔ تمام تعلیمات جن پر عمل کر کے انسان خدا تک پہونچ سکتا ہے۔ وہ سب اس کتاب میں جمع ہیں۔ دلیل یہ ہے۔ کہ مجنوں کے نہ رونے کی کسی کو پرواہ ہے۔ نہ اس کے ہنسنے کی کسی کو خواہش ہے۔ نہ اس کی طاقت کی قدر ہو سکتی ہے۔ وہ سارا دن سوئے۔ جاگے۔ بیٹھے۔ سردی میں

ننگا۔ گرمی میں لحاف لے۔ اس کی محنت کا بدلہ نہیں۔ لیکن اے نبیؐ تیری محنتوں کا ثمرہ غیر ممنون ہے۔ اس کا خاتمہ نہیں۔ ہم نے خود تجربہ کیا ہے۔ آنحضرتؐ کے ہر کام کا پھل ہمیشہ قائم ہے۔ پھر محبوں کے اخلاق نہیں ہوتے۔ وہ دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست بنالیتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اخلاق اعلےٰ رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ قرآن لائف آف محمدؐ ہے۔ خلقہ القرآن۔ پھر فرمایا۔ دیکھو۔ اے مخالفو! اس کے مقابلہ میں کسی کا زور نہ چلے گا۔ یہ بھی دیکھے گا۔ اور تم بھی دیکھو گے۔ کہ کون فتحمند ہوتا ہے۔ عرب اور عجم کوئی اس کے بالمقابل کامیاب نہ ہو سکیگا۔ یہ اس کی صداقت کی دلیل ہے۔

اگر تم کوئی نمونہ اعلےٰ چاہتے ہو۔ اور وعدہ خداوندی فمن تبع ھدای سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ تو یاد رکھو۔ کہ علم کے لئے قرآن شریف اور عملی زندگی کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد بس ہے۔

آج سمہ ۱۹۶۹ ہے۔ اس سے پیچھے جاؤ۔ تو میری یادداشت میں سمہ ۱۹۰۲ کی باتیں موجود۔ سمہ ۱۹۰۳ میں مجھے خوب یاد ہے۔ کہ ایک ڈاکو پکڑا گیا تھا۔ اور سکھوں نے اس کا سر کاٹ کر بھیرہ کے دروازے چٹی پلی پر لٹکا دیا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے۔ غرض اس وقت سے لیکر آجتک جس نسخہ کو بہت آزمایا۔ اور سچا پایا ہے۔ وہ یہی۔ کہ فتح اور نصرت اور کامیابی کے حصول کا ایک ہی نسخہ قرآن شریف ہے +

جماعت کو نصیحت

ایک شخص کی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے۔ کہ تمام جماعت کو نصیحت کی جائے۔ کہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا کریں۔ کوئی فوت ہو جائے۔ تو حتے المقدور جنازوں میں شریک ہوا کریں۔ (بڑے شہروں میں جہاں دُور دور لوگ رہتے ہیں۔ اور قبرستان بھی بہت دُور ہوتے ہیں۔ سب کا شامل ہونا مشکل ہوتا ہے) اس واسطے ہمارے خیال میں جن کے ہاں ماتم ہو جائے۔ وہ بھی یہ اُمید نہیں کر سکتے۔ کہ سب شامل ہو سکیں۔ لیکن جیسا کہ حضرت نے تاکید فرمائی ہے۔ (ایڈیٹر) جہاں تک ہو سکے احباب کو ایسے موقعہ پر شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے +

فرمایا۔ غیروں نے تو تمہارے جنازے پڑھنے نہیں۔ وہ تو تم پر کفر کے فتوے

لگا چکے ہیں۔ اگر اپنوں نے بھی نہ پڑھے۔ تو بہت بُری بات ہے ٭

جہاں ہو وہاں چندہ ادا کرو!

بعض ملازمت پیشہ احباب وقتاً فوقتاً دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم اپنا چندہ ماہوار جہاں ملازم ہیں۔ وہاں ادا کریں۔ یا اپنے وطن کی انجمن میں۔ اور کہ ہر دو جگہ کی انجمنیں ہم سے چندہ کا مطالبہ کرتی ہیں۔ پس ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں کہیں وہ ملازم ہیں۔ اگر وہاں انجمن احمدیہ ہے۔ تو اسی جگہ ادا کریں۔ کیونکہ چندہ وصول کرنے والے اور دینے والے ہر دو کو سہولت ہوتی ہے۔ اور دوسری جگہ ادا کرنے میں ہر دو کو تکلیف ہے۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ باقاعدگی نہ ہونے کی وجہ سے چندہ ادا کرنے میں سُستی ہو جاوے۔ ہاں اگر وہاں انجمن قائم نہ ہو۔ تو اس صورت میں اختیار ہے۔ کہ جو آسان راہ ہو۔ وہ اختیار کی جاوے۔ یعنی خواہ براہ راست بھیجا جاوے خواہ اپنے وطن کی انجمن کی معرفت چندہ روانہ کیا جاوے ٭ (سکرٹری) (جلد ۱۲ نمبر ۱۵ ابدر)

جو غیر احمدی کو لڑکی دے

ایک شخص نے دریافت کیا۔ کہ جو احمدی کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے۔ اُس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ جو غیر احمدی کو لڑکی دے۔ وہ احمدی ہی نہیں۔ اُس کے پیچھے نماز کیسی؟

گناہ سے بچنے کا ذریعہ

فرمایا۔ کہ میں نے کئی ایک بزرگوں سے خود دریافت کیا ہے۔ کہ انسان گناہ سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے فرمایا۔ کہ انسان موت کو یاد رکھنے سے بچ جاتا ہے۔ ایک میرے اُستاد میرے پیر بھی تھے۔ جن سے میں بیعت بھی تھا۔ اور ان کا نام عبدالغنی تھا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ جو انسان ہر وقت خدا تعالےٰ کو سامنے رکھتا ہے۔ وہ بچ جاتا ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام بھی میرے پیر ہی تھے۔ ان سے بھی میں نے بیعت ہی کی ہوئی تھی۔ اُن سے میں نے سوال کیا۔ تو اونہوں نے فرمایا۔ کہ آدمی بہت کثرت سے استغفار کرنے سے بچ جاتا ہے۔ مدت کی بات ہے۔ ایک مرتبہ میرے دل میں ایک گناہ کا ارادہ ہوا۔ یہاں تک کہ میرا نفس شریعت میں اس کے

جواز کے لئے حیلے بہانے تلاش کرنے لگا۔ تب میں نے یہ علاج کیا۔ کہ چھوٹی چھوٹی حمائلیں قرآن شریف کی لے کر اپنے سامنے اور ارد گرد ایسے مقاموں پر لٹکا دیں۔ جہاں کہ جلد جلد میری نظر پڑتی رہے۔ اور اپنی جیبوں میں بھی میں نے رکھ لیں جب اس گناہ کا میرے دل میں خیال پیدا ہوتا۔ تو ان حمائلوں میں سے کسی ایک کو دیکھتا اور کہتا۔ کہ دیکھ تو اس کتاب پر ایمان لایا ہے۔ اور پھر اس قسم کا خیال تیرے دل میں آتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ایسا کرنے سے مجھے شرم آجاتی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے وہ خیال میرے دل سے دُور کر دیا +

بد صحبت سے بچو

فرمایا۔ کہ بری صحبت انسان کو بہت خراب کرتی ہے۔ ایک شخص نے جو بہت ہوشیار ہے۔ مجھے خود بتلایا۔ کہ ہمیں یہ معلوم ہوا۔ کہ فلاں شخص کے گھر لوہے کے صندوق میں بڑا زیور اور روپیہ ہے۔ ہم اُس مکان پر چڑھ گئے۔ اور بڑی محنت و مشقت سے اس صندوق تک پہنچے۔ مگر اس گھر کی مالکہ ایسی ہوشیار نکلی۔ کہ اس نے روپیہ اور تمام زیور صندوق کے نیچے زمین میں گاڑ رکھا تھا۔ اور اوپر صرف خالی صندوق رکھ دیا تھا۔ ہم صندوق کو مال سے پُر سمجھ کر بمشکل تمام اٹھا لائے۔ جب کھولا۔ تو خالی پایا۔ ہم لوگ پکڑے گئے۔ پولیس کے حوالے ہو کر جیلخانے میں پہنچے۔ جب وہ گئے۔ تو دوسرے قیدی لگے ہم سے سرگذشت پوچھنے۔ جب انہوں نے سُنا۔ کہ ہم نے اس طرح سے دھوکہ کھایا ہے۔ تو لگے وہ ہر طرف سے تدبیریں بتانے۔ کہ اگر اب کی مرتبہ چھوٹ کر جاؤ گے۔ اس طرح کرنا۔ اور اُس طرح کرنا۔ فرمایا۔ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بدکار لوگ بڑی بڑی بدیاں سکھاتے ہیں۔

پھر فرمایا۔ کہ ایک ڈاکو جو بڑے ڈاکوؤں کا سردار تھا۔ اور سرکار نے اُسے دوسرے ڈاکوؤں کے پکڑنے کے لئے نوکر رکھا ہوا تھا۔ مجھے ملا۔ اُس سے میں نے دریافت کیا۔ کہ تم نے کس قدر خون کئے ہیں۔ فرمایا۔ کہ اُس نے مجھے جواب دیا۔ کہ کوئی تعداد نہیں۔ نہ بچہ چھوڑا۔ نہ بوڑھا۔ نہ جوان۔ نہ عورت۔ نہ مرد۔ نہ فقیر۔ نہ امیر۔ غرض یہ کہ جو سامنے آتا تھا۔ اُسی کو قتل کر ڈالتا تھا۔ فرمایا۔ میں نے اُس سے سوال کیا۔ کہ کبھی کسی کو قتل کرتے ہوئے خدا کا خوف بھی آیا ہے۔ یا نہیں۔ کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب!

خدا کا خوف انسان کو اس وقت آتا ہے۔ جبکہ وہ تنہا ہو۔ تنہائی میں مجھے بھی خدا کا
خوف آتا ہے۔ مگر جب پانچ چھ ملے۔ پھر کسی کا بھی خوف نہیں آتا تھا۔ فرمایا۔ کہ
اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب پانچ چار بد لوگ جمع ہو جائیں۔ تو پھر ان کو خدا کا
خوف بھی نہیں آتا۔ پھر فرمایا۔ کہ اس ڈاکو نے مجھے یہ بھی سنایا۔ کہ ایک مرتبہ میں نے
اپنی چھوری کو تیز کرایا۔ اور اس کو لے کر چلا۔ جب سڑک پر پہنچا۔ تو میرے دل میں
خیال آیا۔ کہ اس چھوری کو دیکھنا چاہئے۔ کہ آیا یہ اچھی چلتی بھی ہے۔ یا نہیں جب
میں سڑک پر اور آگے بڑھا۔ تو مجھ کو ایک عورت اپنے خاوند کے ساتھ باتیں کرتی جاتی
ہوئی ملی۔ میں نے اپنی چھوری کو اس مرد کے سر پر مارا۔ کہ فوراً اس کا سر بدن سے
الگ جا پڑا۔ یہ دیکھتے ہی عورت کی چیخ نکل گئی۔ میں نے کہا۔ کہ بی بی روتی کیوں
ہے؟ میں نے تو اپنی چھوری کی تیزی دیکھی ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ ایک بہت امیر کبیر
سکھ میرے پاس آیا۔ میں نے اس کو چند نصیحتیں کیں۔ اور کہا۔ کہ بری آدمی
کی صحبت سے بچو۔ اور زنا نہ کرو۔ وہ میرے پاس سے اٹھ کر ایک ہندو ساہوکار
کے پاس جا بیٹھا۔ اس نے بھی اس کو یہی نصیحت کی۔ کہ زنا نہیں کرنا چاہئے۔ مگر اس
کا ایک مدھ صاحب اس کو اپنے ہمراہ ایک رنڈی کے یہاں لے گیا۔ دونوں کو
آتشک ہو گئی۔ مگر اس سکھ کو بڑی سخت قسم کی آتشک ہو گئی۔ بیماری کے کئی
دن بعد تک وہ ہم سے نہ ملا۔ آخر کو بیچارہ ہمارے پاس آیا۔ میرا لحاظ بھی وہ لوگ
بہت کرتے تھے۔ میرے پاس وہ آ تو گئے۔ مگر اب وہ ایک دوسرے کو لگے کہنے
کہ تم کہو۔ آخر کو میں نے ان کے ایک دوسرے کو اشارے کرنے سے تاڑ لیا
کہ ضرور ان کو کوئی سخت بیماری لگی ہے۔ جس کے سبب سے یہ اپنا حال کہتے ہوئے
شرماتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ دیکھو۔ تم ہمارے دوست ہو۔ اور تمہارے سب
سے یہ لوگ بھی ہمارے دوست ہیں۔ اور ہم طبیب ہیں۔ تم ایک دوسرے کو
جو ہنس ہنس کر اشارے کر رہے ہو۔ تو مجھے ہی کیوں نہیں بتلا دیتے۔ پھر میں نے
خود ہی کہا۔ کہ معلوم کر گیا ہوں۔ کہ تم کو کوئی سخت بیماری مثل سوزاک یا آتشک
ہوئی ہے۔ اس سکھ نے تو سر نیچے کر لیا۔ مگر دوسرے نے کہا۔ کہ ہاں آتشک
ہوئی۔ مگر بڑی سخت ہوئی ہے۔ کئی سو روپیہ اس سکھ نے مجھ کو دیا۔ میں نے

پوچھا۔ کہ یہ بیماری تم کو کب لگی ہے؟ کہنے لگا۔ کہ اُسی روز ہوئی ہے۔ جس روز آپ نے نصیحت فرمائی۔ کہ زنا نہ کرنا چاہیئے۔ پھر کہنے لگا۔ کہ جب میں یہاں سے اُٹھ کر گیا تو ایک ہندو سادھو نے بھی یہی نصیحت کی۔ میں نے اُس سے سوال کیا۔ کہ تم نے پھر کیوں نہ مانی۔ اپنے دوست کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ کہ صاحب! اس نے مجھے پھنسا دیا۔ پھر فرمایا۔ کہ دیکھو! بُرے دوست انسان کو بڑا خراب کرتے ہیں ✤

پانچ علاج

فرمایا۔ کہ میں نے گناہ سے بچنے کے پانچ علاج تجربہ کئے ہیں۔ ایک یہ کہ بُروں کے پاس نہ بیٹھو۔ قرآن شریف پاس ہو۔ تو شرم آہی جاتی ہے۔ موت کو یاد رکھنے سے انسان گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ نیکوں کی صحبت میں رہنا چاہیئے۔ اور ایک علاج حضرت یوسف علیہ السلام نے بتایا ہے۔ جبکہ اُن کو زلیخا نے پھسلایا۔ اور چاہا۔ کہ میرے ساتھ زنا کرے۔ تو آپ فوراً اللہ تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور دُعا کی۔ الّا تصرف عنّی کیدھن اصب الیھن و اکن من الجھلین۔ کہا۔ اے حضرت باری تعالےٰ آپ خود ہی مجھے بچائیں۔ کیونکہ یہ تو بُری طرح میرے پیچھے پڑی ہے۔ اور میں اس کا غلام ہوں۔ اور رات دن رہتا بھی یہیں ہوں ✤

نیک صحبت کے فائدے

پھر فرمایا۔ کہ نیک صحبت کے بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اگر میں تم کو سناؤں۔ تو تم حیران ہو جاؤ۔ بعض اوقات جو لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک ہوتی ہے۔ کہ سب کے لئے دعا کر! اور بعض اوقات لوگوں کے دل میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ ان کے لئے دعا کر۔ بعض اوقات نیک صحبت کے فیض سے بڑے بڑے گناہ ردّ ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک بڑے دربار میں تشریف رکھتے تھے۔ تین آدمی آپؐ کی مجلس میں آئے۔ ایک شخص نے دیکھا۔ کہ حضرت نبی کریمؐ کے پاس ایک جگہ خالی ہے۔ وہ آپؐ کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ دوسرے نے دیکھا۔ کہ قریب تو جگہ ہے نہیں۔ وہ اتنی دُور ہو کر بیٹھ گیا۔ جہاں کہ اُس کو آواز سُنائی دے سکتی تھی۔ تیسرے شخص نے دیکھا کہ نہ تو کوئی ایسی جگہ ہے۔ جہاں میں بیٹھ کر نبی کریمؐ کی آواز سُن سکوں۔ اور نہ یہاں

کھڑے کو آواز آتی ہے۔ اس لئے یہاں کھڑا ہونا فضول ہے۔ یہ خیال کر کے وہ وہاں سے چل دیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب وحی ہوتی تھی۔ تو رنگت سرخ ہو جاتی تھی۔ اور غنودگی سی طاری ہو جاتی تھی۔ آپ کی وہ حالت ہو گئی۔ پھر آپؐ نے بلند آواز سے فرمایا۔ کہ اس وقت یہاں اس مجلس میں تین آدمی آئے ہیں۔ ایک نے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب میں جگہ پائی۔ اور وہ اسی قابل تھا۔ دوسرے شخص نے جانے سے شرم کی۔ اور شرم کی وجہ سے یہیں بیٹھ گیا۔ خدا نے بھی اس کے گناہوں کے حساب سے شرم کی۔ اور اس کو معاف کر دیا۔ مگر تیسرے نے منہ پھیرا۔ اور یہاں بیٹھنے کو فضول سمجھ کر چلا گیا۔ خدا نے بھی اُس سے منہ پھیر لیا ٭

(بدر نمبر ۱۶ جلد ۱۲)

درس کو تشریف لے جاتے وقت **احمد نور** صاحب کابلی سے فرمایا۔ کہ تمہارے کنبہ میں جو اکثر آدمی بیمار ہیں۔ تو اس کا سبب یہ ہے۔ کہ اس میں گھاس پھوس اور چھوٹے چھوٹے درخت بہت ہیں۔ گھاس میں مچھر بہت ہونگے۔ جو ان لوگوں کو کاٹتے ہیں۔ اور مچھروں سے بخار بہت پھیلتا ہے۔ اس لئے چھوٹے چھوٹے تمام درخت اپنے مکان میں سے اکھاڑ کر پھینک دو۔ اور ان کی بجائے یوکلپٹس کے درخت لگا لو۔ اور چونکہ تالاب تمہارے مکان کے نزدیک ہے۔ جو وہ ایک بخار کا سبب ہے۔ اس لئے تالاب کی طرف کی دیوار کو اور بلند کر دو ٭

دعا ایک گمنام خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا۔ کسی نے لکھا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط نَصَرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ط قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ط اَللّٰهُ الصَّمَدُ ج لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ط وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ط اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ط اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ط صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ط

یہ دعا آپ پڑھیں۔ دوسروں کو پڑھنے کے لئے کہیں۔ حضرت نے فرمایا کیا خوب ہے۔ یہ تو قرآن شریف کی دعائیں ہیں۔ جو پڑھتے ہی رہتے ہیں۔ اخبار میں چھاپ دیں ٭

اپنا حق لو

ایک دوست نے دریافت کیا۔ کہ میرے احمدی ہو جانے کے سبب میرے بھائی بڑے سخت دشمن ہو گئے ہیں۔ وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ جائداد میں جو میرا حصہ ہے۔ وہ میں لینے لگتا ہوں۔ تو ہتھیار لے کر مجھ پر حملہ کرتے ہیں۔ میں ان کا اس طرح مقابلہ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا حق لینا انسان کے واسطے ضروری ہے۔ اور اپنے حق کا بچاؤ کرتے ہوئے جو قتل ہو جاوے۔ وہ شہید ہے ✤

بیوی کو ساتھ رکھو

مہاجرین میں سے ایک صاحب سسرال گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے لکھا۔ کہ میں واپس قادیان آتا ہوں۔ مگر بیوی کو سسرال میں چھوڑ جاؤنگا حضرت نے جواب میں فرمایا۔ کہ ہمیں تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ بی بی اس واسطے نہیں ہوتی۔ کہ اس کو وہاں چھوڑ دیا جاوے۔ اور آپ یہاں آ رہیں۔ بی بی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہئے ✤

(بدر نمبر ۱۷ جلد ۱۲)

خطبہ موزخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۲ء

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ط بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا المدثر۔ قم فانذر۔ وربک فکبر۔ سورہ مدثر کی ابتدائی آیات پڑھ کر فرمایا ✤

یہ سورہ المدثر کا ابتدا ہے۔ یہاں فرمایا ہے۔ کس نے فرمایا ہے؟ تمہارے رب۔ محسن۔ مربی۔ منعم اور بڑے بادشاہ نے فرمایا ہے۔ اس مولا نے جس نے تم کو ہاتھ۔ ناک کان دئے۔ ایسا محسن۔ مربی اپنی پاک کتاب میں فرماتا ہے۔ یا ایھا المدثر ہوا اور کھانے پینے کے بغیر کسی کا گذارہ نہیں ہوتا۔ مگر اب بھی ایسی قومیں ہیں کہ وہ کپڑے وغیرہ کا استعمال نہیں رکھتیں۔ ہندوستان میں ایک سادھو تھا۔ وہ ننگا رہا کرتا تھا۔ لوگ اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ افریقہ میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ کہ بیویوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ مگر ان میں وحشت ہے۔ اور ننگے رہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ اپنے رسول کو فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تجھ کو لباس پہنایا۔ قم فانذر۔ اس لئے کھڑا ہو جا۔ اور کھڑے ہو کر دیکھ لوگ بدکار ہیں۔ نافرمان ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے حکموں کی پروا نہیں کرتے۔ ان کو ڈراؤ۔ میرا خیال ہے۔ کہ جو حکم کوئی بادشاہ کسی

جبریل یا بڑے حاکم کو دیتا ہے۔ اس کی تعمیل اس کی سپاہ اور رعایا پر بھی فرض ہو جاتی ہے۔ یہ حکم حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اس لئے یہ ہم پر بھی فرض ہے۔ بہت سارے لوگ ایماندار بھی بنتے ہیں۔ اور پھر شرک بھی کرتے ہیں اکثر لوگوں کا اگر تم حکم مانو گے۔ تو وہ تم کو گمراہ کر دیں گے۔ خدا کا حکم مانو۔

بادشاہ اور بڑے بڑے حکام لوگوں کی اصلاح کے لئے کیسے کیسے قانون بناتے ہیں۔ اور دو تین برس اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ اور پھر اس کو جاری کرتے ہیں۔ پھر اس پر نظر ثانی کر کے اصلاح کرتے ہیں پھر اس کو شائع کرتے ہیں۔ غرض مقنن اور تجربہ کار لوگ کیسی کیسی تکلیفیں لوگوں کی بھلائی کے لئے برداشت کرتے ہیں۔ لیکن لوگ اس کی بھی نافرمانی کرتے ہیں۔ دیکھو! پولیس کیسی کوشش لوگوں کے امن و امان کے لئے کرتی ہے۔ اگرچہ پولیس میں بھی بعض بدکار پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن تاہم وہ لوگوں سے چوری بدکاری چھوڑانے میں کوشاں رہتی ہے۔ لیکن جس قدر نئے نئے قانون وضع ہوتے ہیں۔ اسی قدر شریر لوگ شرارت کی راہیں نکال لیتے ہیں +

اس لئے ہر ایک شخص کو تم میں سے چاہئے۔ کہ وہ اٹھ کر ہر روز لوگوں کو سمجھائے۔ اگر کوئی کسی کی بات نہیں مانتا۔ تو اس کا کوئی مضائقہ نہیں۔ لوگ بادشاہوں۔ حکاموں اور دیگر اپنے بہی خواہوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اس لئے خدا کا حکم ہے۔ کہ تمہارا کام سمجھانا اور ڈرانا ہے۔ تم اپنا کام کئے جاؤ۔ لوگوں کو سمجھاتے جاؤ۔ اور ڈراتے جاؤ۔ اور اس ڈرانے میں یہ کوشش کرو۔ کہ وربك فكبر وثيابك فطهر ط یعنی خدا تعالےٰ کی عظمت جبروت کا ذکر ہو۔ اور اپنی غلطیوں کی بھی اصلاح کرو۔ چوری۔ بدنظری۔ بدکرداری۔ اور دیگر تمام بدیوں کو پہلے خود چھوڑ دو۔ اور یہ وعظ اس لئے نہ ہو۔ کہ بس آپ کھڑے ہوئے یہ کہو۔ کہ میرے لئے کچھ پیسے جمع کرو۔ بلکہ محض اللہ کے لئے کرو +

میں سال سائل کے لئے پکا تھا۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ارادہ الٰہی کچھ اسی طرح تھا یہ بڑا معرفت کا نکتہ تھا۔ جو میں نے تمہیں سنایا ہے۔ دوسروں کو ضرور ہر روز نصیحت کرو۔ اس سے تین فائدے ہوتے ہیں۔ اول ندا کے منکر نہی عن المنکر کی تعمیل ہوئی ہے۔ دوسرے ممکن ہے۔ کہ بس کو نصیحت کی جائے۔ اس کو نیک کاموں کی توفیق

ملے۔ تیسرے جب انسان اپنے نفس کو مخاطب کرتا ہے۔ تو اس کو شرم آتی ہے۔ اور اس کی بھی اصلاح ہوتی ہے۔ تمہارے بیان میں خدا کی عظمت اور اس کی قدرت و تصرف کا ذکر ہو۔ اس کا تین طرح دنیا میں مقابلہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو منہ پر کہہ دیتے ہیں۔ کہ نہ ہم مانتے ہیں۔ اور نہ ہم سننا چاہتے ہیں۔ اور بعض سنتے ہیں۔ مگر عمل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ قسم قسم کے وجوہات نکال کر واعظ میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ مگر واعظ کو چاہیئے۔ کہ اللہ کے لئے صبر کرے۔ اور اپنا کام کرتا چلا جائے ✤

نفاق فرمایا۔ قدرتِ خداوندی ہے۔ جب کوئی جماعت بڑھتی ہے۔ تو اس میں کچھ نفاق کا بیج بھی پڑ جاتا ہے۔ اور مفسدہ پرداز لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سے بچائے ✤

مشورہ ضروری ہے ایک صاحب کا خط پیش ہوا۔ کہ میں نے ایک معاملہ میں سات استخارے کئے تھے۔ تب اس کام کو شروع کیا تھا۔ لیکن نقصان ہوا۔ فرمایا۔ آپ نے مشورہ نہ کیا تھا۔ امرھم شوریٰ کے خلاف کام ہوا۔ اس واسطے نقصان ہوا۔

(بدر جلد ۱۲ نمبر ۱۸)

طعام مسکین سوال۔ سیدنا وامامنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(۱) فدیہ طعام مسکین میں طعام ایک وقت یا دو وقت۔

(۲) اور طعام کھلانا ہی ضرور ہے۔ یا بصورت نقدی بھی کسی مسکین کو دیا جا سکتا ہے۔

(۳) پیشگی بھی ادا ہو سکتا ہے۔ یعنے قبل از انقضائے رمضان۔

جواب۔ جہاں تک میری سمجھ ہے۔ دو وقت کا کھانا معلوم ہوتا ہے۔ نقدی کا غلہ لیکر دیا جا سکتا ہے۔ پیشگی بھی ادا ہو سکتا ہے۔

پند و نصائح ۱۔ اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کے لئے استغفار۔ لاحول۔ الحمد للہ اور درود کو توجہ سے پڑھو۔

۲۔ متکبر۔ منافق۔ کنجوس۔ غافل۔ بے وجہ لڑنے والے کم ہمت۔ مذہب کو لہو و لعب سمجھنے والے اور بے باک لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔

۳۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ تمام عبادتوں کی جامع ہے۔ کبھی اس میں غفلت

نہ کیجئے۔ بے کس اور بے بس لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جاوے ۔

۴۔ اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے اور اپنے بڑوں کے ادب اور اپنے برابروں کی مدارات بقدر امکان کرو

۵۔ والدین اور افسروں کے راضی رکھنے میں کوشش کرو۔ جہاں تک دین اجازت دیوے۔

۶۔ باہمی تعارف رکھو۔

۷۔ انگریزی اور عربی پڑھنے کی مشق کرو۔ اور عادت ڈالو۔

۸۔ ہر کام احتیاط اور عاقبت اندیشی سے کرنا۔

۹۔ نیک نمونہ بنو۔

۱۰۔ جو کام ہو۔ صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ کھانا ہو۔ یا پہننا۔ سونا ہو یا جاگنا۔ اُٹھنا ہو۔ یا بیٹھنا۔ دوستی ہو یا دشمنی۔

۱۱۔ ہر ایک مشکل میں دُعا سے کام لو۔

۱۲۔ پھر جاذب بنو۔ اور جماعت بنو۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر ط

اے میرے رحیم خدا مجھے ان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

ربّ اجعلنی کاسمہ

فرمایا۔ گندے لوگ خود دُکھ پاتے ہیں۔ خدا کی خدائی میں ان سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا ۔

مرزا صاحب کس فرقہ میں سے تھے؟

سوالات۔ (۱) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مستقل نبی ہیں۔ یا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہیں۔ اور غلام احمد ہونے کے مصداق ؟

(۲) اگر مستقل نبی ہیں۔ تو اہل اسلام میں سے کسی فرقہ کا بھی یہ اعتقاد نہیں ہے کہ بعد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کوئی اور بھی نبی ہو سکتا ہے ؟

(۳) اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل ہیں۔ اور آپ کی ہی شریعت کے مجدد و مصلح بن کر رسوم و بدعات و تفریق بین المسلمین کے مٹانے اور شریعت

محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے تازہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تو اہل اسلام کے فرقہ ہائے متفرقہ میں سے کس گروہ میں شامل اور کن اصول کے موافق لوگوں کو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟

(۴) مرزا صاحب کے نزدیک اسلام کے فرقہائے مختلفہ میں سے وہ کونسا گروہ ہے۔ جس میں خود بھی مرزا صاحب داخل ہیں۔ اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں؟

جوابات۔ جناب من۔ بعد سلام مسنون۔ جواب سوالات تحریر ہیں۔

(۱ و ۲) مستقل نبی اور غیر مستقل نبی کی اصطلاح آپ سے سنی گئی۔ ہاں البتہ صوفیائے کرام نے تشریعی نبوت میں کچھ امتیاز کیا ہے۔ حضرت صاحب جو تھے۔ وہ تمام کمالات قرب مدارج الٰہی کے حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع میں یقین فرماتے تھے۔ اور ایک بال بھی اس کے خلاف کرنے کو کفر و بدقسمتی سمجھتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ناواقف بھی ہیں۔ حضرت شاہ نیاز احمدؒ صاحب بھی فرماتے ہیں۔ ؎

احمد ہاشمی منم عیسی مریمی منم ۔ من نہ منم نہ من منم

خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم ۔ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کے پہلے سوال کا جواب اور دوسرے سوال کا جواب بھی ہو چکا۔

(۳ و ۴) حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاصکر حنفی المذہب تھے اسی طائفہ طاہرین علی الحق میں سے تھے۔ والحمد للہ رب العلمین۔ نورالدین ۲۹ اگست ۱۹۱۲ء

نابالغہ کا نکاح

عرض کیا گیا۔ کہ ایک نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کیا گیا تھا اب بالغ ہونے پر وہ لڑکی اس کے پاس جانا نہیں چاہتی۔ اس صورت میں کیا کیا جائے۔ فرمایا۔ لڑکی کا اختیار ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر نکاح قائم نہیں رہ سکتا۔

بے روزگار کو نوکری

ایک شخص کا خط آیا۔ کہ میں پلٹن میں ملازم ہوں۔ لوگ سخت مخالفت کرتے ہیں۔ اکثر افسروں کو بھی ہمارے

برخلاف کر دیتے ہیں - ہم بہت تنگ ہیں - چاہتے ہیں - کہ ملازمت چھوڑ دیں -
فرمایا - نوکری نہ چھوڑو - بنے روزگار کو چھوڑنا اچھا نہیں - اپنی حالت کو نیک
بناؤ - اور دعا کرتے رہو - اور کارخانہ قدرت کے کرشمے دیکھو -

انجمن کا کورم

ایک شخص کا خط آیا کہ ہم یہاں اکیلے ہیں - اور چاہتے ہیں - کہ انجمن بنائیں
فرمایا - اپنے آپ کو اکیلا نہ رکھو - دعا کرو - اور کوشش کرو - خدا تعالیٰ
تمہارے ساتھی بنا دیگا - مومن اکیلا نہیں رہتا - جب چار پانچ آدمی مل جاؤ - تو انجمن
بنا لو -

مُردوں سے ملاقات

کسی شخص کے سوال پر فرمایا - کہ جو لوگ صاحب نسبت ہوتے ہیں -
وہ لوگ توجہ کرتے ہیں - اور باتیں بھی قبر والوں سے کر لیتے ہیں
ایک دفعہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام خواجہ قطب کی قبر پر
ٹھہرے رہے - میں نے سوال کیا - کہ حضور! آپ کی ملاقات بھی ہوئی یا نہیں -
تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا - کہ نہیں - میں نے پھر پوچھا - کہ اگر آپ
ان کو ملنا چاہیں - تو کیا مل سکتے ہیں؟ اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا - کہ اگر یہاں
میں کچھ دیر اکیلا بیٹھوں - تو کچھ دیر کے بعد ملاقات ہو سکتی ہے - کیونکہ معلوم نہیں -
یہ لوگ کس عالم میں ہیں - اس لیے بہت توجہ کرتے کرتے ان کی ملاقات ہو جائیگی -
فرمایا - صاحب نسبت جو لوگ ہوتے ہیں - ان کی ملاقات ہو جاتی ہے - میں نے کبھی
توجہ نہیں کی - باوجود اس کے میں نے بھی مُردوں سے باتیں کی ہیں - سوال کنندہ
نے پھر سوال کیا - کہ اس وقت کیا حالت ہوتی ہے؟
فرمایا - بیداری سے بڑھ کر ہوش ہوتی ہے - ایک دفعہ میں سو گیا - تو میرا ایک
بھائی تھا فوت شدہ - اس کے ہاتھ میں لطیف قرآن شریف تھا - میں نے قرآن شریف
کو دیکھ کر اس سے مانگا - تو چونکہ میرے ہاتھ میلے تھے - اور حقیقت میں بھی میلے تھے
دھوئے ہوئے نہ تھے - اس لئے اس نے کہا - کہ ہاتھ دھو لو - تب یہ قرآن شریف
تم کو دونگا -
فرمایا - اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ قرآن شریف کو ہمیشہ صاف ہاتھوں سے
پکڑنا چاہیئے -

قومی تاریخ فرمایا - جب کسی قوم کو اپنی تاریخ بھول جاتی ہے - تو غیرت اٹھ جاتی ہے - اب مسلمانوں کو اپنی تاریخ بھول گئی ہے -

مسلمان اور یہود ایک شخص کا خط پیش ہوا - کہ میں نے مخالفین سلسلہ کو ایک جگہ لکھا تھا - کہ یہود الیاس کے آسمان پر سے اترنے کے منتظر تھے اس واسطے انہوں نے مسیح ناصری کو نہ مانا - اور مسلمان مسیح ناصری کے آسمان پر سے آنے کے منتظر ہیں - اس واسطے مسیح محمدی کو نہیں مانتے - تو یہودیوں اور مسلمانوں میں کیا فرق ہوا - اس بات پر مخالفین نے جوش میں آکر مجھ پر نالش کر دی ہے - حضرت نے فرمایا - گھبرانے کی بات نہیں - اچھا ہے - وہ ثابت کر دیں - کہ اس معاملہ میں ان میں اور یہودیوں میں کیا فرق ہے - آپ نے بھی ان سے فرق ہی طلب کیا ہے - مومن پر ابتلا آتے ہیں - دشمن چاہتا ہے - کہ اس کو آگ میں ڈال دے - مگر خدا اپنے بندوں کا محافظ ہے +

(بدر نمبر ۲۰ جلد ۱۲)

شکر گذار بندہ فرمایا - ایک بزرگ کتابوں کا ایک انبار لئے جا رہے تھے - رستے میں دریا گذرنا پڑا - اس میں کتابوں کا بنڈل گر پڑا - فرمایا - الحمد للہ - خادم نے کہا - حضور کتابیں دریا میں گر پڑیں - اور غرق ہو گئیں - فرمایا اسی لئے تو میں الحمد للہ کہتا ہوں - میں نے ان کتابوں کو پڑھنے کی خاطر خریدا تھا - خدا تعالیٰ نے مجھے ان کے پڑھنے کی تکلیف سے بچا لیا - مگر میری نیت کا ثواب مجھے ضرور دیگا +

آنحضرت صلعم کے والدین کے نام فرمایا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا نام عبداللہ اور آمنہ ہونا ایک معجزہ تھا - اگر والد کا نام کہیں عبدالشمس ہوتا (جیسے کہ اس زمانہ میں نام ہوا کرتے تھے) تو عیسائی لوگ ہم کو زندہ نہ رہنے دیتے - عبداللہ نام رکھنے میں عبدالمطلب کے خیالات کا پتہ چلتا ہے -

(بدر نمبر ۲۲ جلد ۱۲)

باقی آئندہ دوسرے حصہ میں انشاء اللہ تعالیٰ

ہر قسم کے قرآن شریف ہماری معرفت مل سکتے ہیں

منشی برکت علی احمدی مرحوم کا کچھ مختصر سا حال

منشی صاحب مرحوم قوم راجپوت میں سے جو نہایت اجڈ جاہل اور ضدی موضع چک سادو ضلع ہوشیارپور میں آباد ہے کے باشندہ تھے۔ جب سے آپ نے سلسلہ احمدیہ کی بیعت کی۔ اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ہاتھوں طرح طرح کے ظلم و ستم اور مشکلات میں پھنسا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس نے اپنے رشتہ داروں اور حقیقی رشتہ داروں کے ظلم سے تنگ آکر وطن کو چھوڑا۔ تو کئی دن تک بھوکا پیاسا مع اہلیہ خود دربدر ہوتا ہوا ہوشیارپور پہونچا۔ اور جناب پیر حاجی احمد صاحب احمدی کے ہاں قیام کیا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے اپنے وطن مالوف اور کل رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا۔ اور مرتے دم تک پھر ان کا نام نہ لیا۔ بلکہ ایک لڑکا عمر تخمیناً پانچسال اور ایک لڑکی عمر دو سال کے متعلق اخبار الفضل قادیان میں دین کی خدمت کے لئے وقف اولاد کا اعلان کر دیا۔ اور لکھدیا کہ میرے مرنے کے بعد اس میری اولاد پر میرے سابقہ رشتہ داروں کو کوئی حق حاصل نہیں۔ یہ محض خدمت دین کے لئے وقف کر کے قادیان شریف کے خادم کر دئے گئے ہیں۔ لڑکی تو فوت ہو گئی ہے۔ اور لڑکا زندہ ہے۔ اور اس اعلان پر تا دم مرگ قائم رہا۔ بلکہ آخری دم کے وقت اپنی بیوی کو حسب ذیل وصیت کی۔

میرے مرنے کے بعد تم کو قادیان اور سلسلہ احمدیہ سے ہی تعلق رکھنا ہوگا۔ اور جہاں اور جس جگہ تم کو خلیفۃ المسیح صاحب بٹھلائیں۔ بیٹھنا ہوگا۔ اور میرے اور اپنے سابقہ رشتہ داروں سے کوئی تعلق نہ رکھنا۔ ورنہ وہ تم کو بہت تکلیفیں دینگے۔ یہ میری آخری وصیت ہے۔ اگر اس پر عمل کرو گی۔ تو بہتر۔ ورنہ قیامت کو مولے کریم کے حضور میرا اور تیرا حساب ہوگا +

۳۰ مئی سنہ ۱۹۱۸ء امرتسر

رقیم
شیخ رحیم بخش احمدی مالک انڈین بک ایجنسی مغل گیٹ امرتسر

مختصر فہرست کتبخانہ احمدیہ انڈین بک ایجنسی مغل گیٹ امرتسر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
قرآن شریف معرّا و مترجم	[illegible]	تصدیق المسیح	۷ر	حکایات راجہ بیربل و	
ہر قسم و حمائل شریف		ذکر الٰہی	۱۰ر	ملّاں دوپیازہ حصہ اول	۱ر
نماز مترجم چوب قلم حنا شدہ	۲ر	ملفوظات احمدیہ	۵ر	" حصہ دوم	۱ر
رسالہ دینیات حصہ اول	۱۰ر	ملّاں اور سلطان ہر سہ حصہ	۳ر	" حصہ سوم	۱ر
" دوم	۲ر	رسالہ محمد رسول اللہ	۱۰ر	" حصہ چہارم	۱ر
" سوم	۲ر	معیار حق	۱ر	آئینہ کشمیر یا سیر کشمیر	۱ر
اسلام کی پہلی کتاب	۴ر	کتب غزلیات و نعتیہ		بچوں کے لئے اخلاقی کہانیاں	۲ر
" دوسری "	۸ر	فراق دلبر	۱۰ر	قطعہ دس شرائط بیعت	۰ر
احمدی اور غیر احمدی میں		فراق جاناں	۱۰ر	" الیس اللہ بکاف عبدہ	۰ر
کیا فرق ہے	۱۰ر	جاگو پیا ہمارے	۱۰ر	" لا الٰہ الا اللہ	۰ر
مولویاندی چٹھی مسیح		مولا کی جوگن	۱۰ر	" بسم اللہ شریف	۰ر
ابن مریم دل تے اُس دا	۱۰ر	ناز جاناں	۱۰ر	" سورہ فاتحہ جلی قلم	۰ر
جواب		زلف جاناں	۱۰ر	" آیۃ الکرسی	۰ر
رباعیات حامد اور		نور وحدت حصہ اول	۲ر	" سورۂ جمعہ	۰ر
حضرت اقدس کی	۰ر	" دوم	۲ر	" سورہ تبارک اللہ	۰ر
آڑے وقت کی دعا		حسینوں کا ناز	۱۰ر	" سورہ عم	۰ر
القول الفصل	۳ر	اشتیاق جاناں	۱۰ر	" اودھار سے معاف فرماویں	۰ر
دُرثمین اردو	۵ر	وصال جاناں	۱۰ر	" ویلکم انگریزی	۰ر
نظمیں براہین حصہ پنجم	۱ر	عقلمندوں کے		" خوش آمدید	۰ر
خیالات دربارہ مستورات	۲ر	لطیفے	۱۰ر		

المشتہر

شیخ رحیم بخش احمدی مالک احمدیہ انڈین بک ایجنسی مغل گیٹ امرتسر